﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَّشَآء ☆﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَن يَّبعَثَكَ رَبُّكَ مَقَاماً مَحمُوداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

# الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۱۹ر نومبر ۱۹۹۹ء شمارہ ۴۷

۱۰ر شعبان ۱۴۲۰ ہجری ☆۱۹ر نبوت ۱۳۷۸ ہجری شمسی

## اصل زندگی آخرت کی ہے

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوہ احزاب کے وقت خندق کھود رہے تھے اور صحابہ مٹی اپنے کندھوں پر اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ اس موقع پر فرماتے تھے:

”اے اللہ اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ تو مہاجرین اور انصار کو بخش دے“۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الخندق)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

## جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ایک نور ہدایت اسے ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے

”یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ہر بات میں منافع ہوتا ہے۔ دنیا میں دیکھ لو اعلیٰ درجہ کی نباتات سے لے کر کیڑوں اور چوہوں تک بھی کوئی چیز ایسی نہیں جو انسان کے لئے منفعت اور فائدے سے خالی ہو۔ یہ تمام اشیاء خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی اللہ تعالیٰ کی صفات کے اظلال اور آثار ہیں۔ اور جب صفات میں نفع ہی نفع ہے تو بتلاؤ کہ ذات میں کس قدر نفع اور سود ہوگا۔

اس مقام پر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جیسے ان اشیاء سے کسی وقت نقصان اٹھاتے ہیں تو اپنی غلطی اور نافہمی کی وجہ سے۔ اس لئے نہیں کہ نفس الامر میں ان اشیاء میں مضرت ہی ہے۔ نہیں، بلکہ اپنی غلطی اور خطاکاری سے۔ اسی طرح پر ہم اللہ تعالیٰ کی بعض صفات کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے تکلیف اور مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں ورنہ خدا تعالیٰ تو ہمہ رحم اور کرم ہے۔ دنیا میں تکلیف اٹھانے اور رنج پانے کا یہی راز ہے کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنی سوءِ فہم اور قصورِ علم کی وجہ سے مبتلائے مصائب ہوتے ہیں۔ پس اس صفاتی آنکھ کے ہی روزن سے ہم اللہ تعالیٰ کو رحیم اور کریم اور حد سے زیادہ قیاس سے باہر نافع ہستی پاتے ہیں اور ان منافع سے زیادہ بہرہ ور وہی ہوتا ہے جو اس کے زیادہ قریب اور نزدیک ہوتا جاتا ہے اور یہ درجہ اُن لوگوں کو ہی ملتا ہے جو متقی کہلاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قُرب میں جگہ پاتے ہیں۔ جوں جوں متقی خدا تعالیٰ کے قریب ہوتا جاتا ہے ایک نور ہدایت اسے ملتا ہے جو اس کی معلومات اور عقل میں ایک خاص قسم کی روشنی پیدا کرتا ہے اور جوں جوں دُور ہوتا جاتا ہے ایک تباہ کرنے والی تاریکی اس کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ (البقرہ:۱۹) کا مصداق ہو کر ذلت و تباہی کا مورد بن جاتا ہے۔ مگر اس کے بالمقابل نُور اور روشنی سے بہرہ ور انسان اعلیٰ درجہ کی راحت اور عزت پاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً (الفجر:۲۸،۲۹) یعنی اے وہ نفس جو اطمینان یافتہ ہے اور پھر یہ اطمینان خدا کے ساتھ پایا ہے۔ بعض لوگ حکومت سے بظاہر اطمینان اور سیری حاصل کرتے ہیں۔ بعض کی تسکین اور سیری کا موجب اُن کا مال اور عزت ہو جاتی ہے اور بعض اپنی خوبصورت اور ہوشیار اولاد و احفاد کو دیکھ دیکھ کر بظاہر مطمئن کہلاتے ہیں، مگر یہ لذت انواع و اقسام کی لذات دنیا انسان کو سچا اطمینان اور سچی تسلی نہیں دے سکتیں بلکہ ایک قسم کی ناپاک حرص کو پیدا کر کے طلب اور پیاس کو پیدا کرتی ہیں۔ استسقاء کے مریض کی طرح ان کی پیاس نہیں بجھتی یہاں تک کہ ان کو ہلاک کر دیتی ہے مگر یہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وہ نفس جس نے اپنا اطمینان خدا تعالیٰ میں حاصل کیا ہے۔ یہ درجہ بندے کے لئے ممکن ہے۔ اس وقت اس کی خوشحالی باوجود مال و منال کے دنیوی حشمت اور جاہ و جلال کے ہوتے ہوئے بھی خدا ہی میں ہوتی ہے۔ یہ زر و جواہر، یہ دنیا اور اس کے دھندے، اُس کی سچی راحت کا موجب نہیں ہوتے۔ پس جب تک انسان خدا تعالیٰ ہی میں راحت اور اطمینان نہیں پاتا وہ نجات نہیں پا سکتا کیونکہ نجات اطمینان ہی کا ایک مترادف لفظ ہے“۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ۶۹، ۷۰)

## چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے
## جہاں کوئی بیعت کرنا چاہے اس کا نام اور چندہ کا عہد درج رجسٹر کیا جاوے

قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے مالی قربانی سے متعلق اہم نصائح

**تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان۔**

**گزشتہ سال کی وصولی ۱۷ لاکھ ۱۷ ہزار ۸۰۰ پاؤنڈز ہے**

کھلنا (بنگلہ دیش) میں احمدیہ مسجد میں بم کے دھماکہ کے نتیجہ میں سات احمدی شہداء اور حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہؒ کی وفات کا تذکرہ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۵/ نومبر ۱۹۹۹ء)

لندن (۵/ نومبر): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۶۲ کی تلاوت کی اور

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

سب سے چھوٹی بیٹی صاحبزادی طوبیٰ سلمھا اللہ کی

## شادی کی پرمسرت و مبارک تقریب

لندن (۱۲/ نومبر): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی سب سے چھوٹی بیٹی صاحبزادی عطیۃ الحبیب (طوبیٰ) سلمہا اللہ کی شادی کی نہایت پر مسرت و مبارک تقریب آج رات ساڑھے سات بجے مسجد فضل لندن کے احاطہ میں خدا تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ بخیر و خوبی منعقد ہوئی جس میں کم و بیش چھ صد مہمانوں نے شمولیت کی۔ محمود ہال اور نصرت ہال کے علاوہ احاطہ میں مارکیز لگا کر مہمانوں کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ اس سے قبل نماز جمعہ و عصر کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مسجد فضل لندن میں صاحبزادی طوبیٰ سلمہا اللہ کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا جو مکرم ملک سلطان محمد خان صاحب ابن مکرم ملک سلطان ہارون خان صاحب کے ساتھ مبلغ دس لاکھ روپیہ حق مہر پر طے پایا تھا۔ اعلان نکاح کی یہ تقریب ایم ٹی اے کے ذریعہ براہ راست نشر ہوئی۔ یوں دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ خوشی کے اس موقعہ کو دیکھا اور سنا اور حضور ایدہ اللہ کی اقتداء میں اجتماعی دعا میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔

رخصتانہ کی تقریب کا آغاز قریباً ساڑھے سات بجے مردانہ مارکی میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

اور دولہا اور باراتیوں کی آمد کے ساتھ ہوا۔ سب سے پہلے مکرم فیروز عالم صاحب (مبلغ سلسلہ) نے سورۃ الفرقان کی بعض منتخب آیات کی تلاوت کی اور پھر مکرم بلال ایٹکنسن صاحب نے ان آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد عزیزم طارق احمد طاہر ابن مکرم لئیق احمد صاحب طاہر نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نظم "حمد وثنا اسی کو جوذات جاودانی" کے بعض منتخب دعائیہ اشعار اپنی مترنم آواز میں پڑھ کر سنائے جن کا انگریزی ترجمہ مکرم عبدالغنی جہانگیر صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی جس میں تمام مہمان شامل ہوئے۔ بعد ازاں تمام مہمانوں کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔ خواتین کے لئے انتظام محمود ہال میں تھا جسے بہت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے شادی کے تمام انتظامات نہایت خوش اسلوبی سے انجام پائے۔

اگلے روز ۱۳؍نومبر کی شام سات بجے مکرم سلطان ہارون خان صاحب کی طرف سے مسجد فضل کے احاطہ میں ہی دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں مدعوین شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے شمولیت فرما کر تقریب کو برکت بخشی اور دعا کروائی۔

ادارہ الفضل خوشی ومسرت کے اس موقعہ پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی طرف سے اور جملہ قارئین کی طرف سے دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو خاندانوں کے لئے یہ شادی دین ودنیا ہر پہلو سے بہت مبارک فرمائے۔ دولہا ودلہن کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ان تمام دعاؤں کا وارث بنائے جو کہ آپ نے اپنی اولاد کے لئے فرمائی ہیں۔

---

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول اس کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد اسی تعلق میں آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث سنائی کہ جو شخص اللہ کے رستے میں کچھ خرچ کرتا ہے اسے اس کے بدلہ میں سات سو گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہارے لئے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے جو خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندے کے نہیں چلتا۔ سب رسولوں کے وقت میں چندے جمع کئے گئے۔

حضور نے فرمایا کہ جو بھی احمدیت میں آنے کا عہد کرتا ہے اس سے مالی قربانی کے متعلق ضرور ابھی سے بات کر لی جائے۔ یہ ہمارا تجربہ ہے کہ جب آغاز میں مالی قربانی کی بات کر لی جائے تو دل کھل جاتا ہے۔ اس وقت اسے کہا جائے کہ کچھ نہ کچھ ضرور خدا کی راہ میں مالی قربانی کرے۔ رفتہ رفتہ پھر اس سے تربیت ہونے لگتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے نصیحت فرمائی کہ ہر شخص جو احمدی ہوتا ہے اس کا نام اور اس کا چندہ پوچھ کر ساتھ اندراج کیا جائے۔ اگر یہ ترکیب بھی استعمال کی جائے تو بہت روپیہ استعمال کے لئے ملے گا اور استعمال کرنے کے مواقع بھی ساتھ پھیلتے چلے جائیں گے۔

حضور علیہ السلام کے ارشادات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے فرمایا کہ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے۔ ہر ایک شخص کا صدق اس کی خدمت سے پہچانا جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ زکوٰۃ مرکزی بیت المال میں جمع ہونی چاہئے۔ کسی فرد واحد کو اجازت نہیں کہ از خود اپنے مال کی زکوٰۃ میں سے اپنے غریب بھائیوں کو دے۔ اسے مرکزی بیت المال میں رقم جمع کرانی چاہئے اور مرکز کو ایسے غرباء کی اطلاع دینی چاہئے۔

حضور ایدہ اللہ نے مالی قربانی سے متعلق ان ارشادات کو پیش کرنے کے بعد تحریک جدید کے نئے مالی سال کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۳۴ء میں اس تحریک کا آغاز ہوا تھا۔ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۹۹ء کو اس پر ۶۵ سال گزر چکے ہیں۔ ۱۹۴۴ء میں اس کا دفتر دوم کھولا گیا۔ اس کے ۲۱ سال بعد دفتر سوم کا اجراء ۱۹۶۵ء میں ہوا۔ اور اس کے ۲۰ سال بعد ۱۹۸۵ء میں دفتر چہارم کھولا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس پر ۲۰ سال کے بعد اگر خدا نے توفیق عطا فرمائی تو ایک اور رجسٹر کھولا جائے گا۔ خدا نے توفیق دی تو میرے زمانہ میں ہی کھولا جائے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے چندے میں جو غیر معمولی برکت ہے اس میں طوعی خدمت کی برکت بہت ہے۔ اتنی زیادہ ہے کہ اگر اسے اجرت میں ڈھالا جائے تو کروڑہا پاؤنڈز بنتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ جماعت بھی ایک الگ نمونہ ہے جو خدائی جماعت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت تک کی گزشتہ سال کی وصولی ۷ لاکھ ۷۱ ہزار ۸۰۰ پاؤنڈز ہے۔ مجموعی وصولی کے لحاظ سے پاکستان اول نمبر پر ہے۔ امریکہ کی جماعت بھی خدا کے فضل سے مسلسل آگے بڑھ رہی ہے انہوں نے گزشتہ سال سے ایک لاکھ ڈالرز زائد پیش کئے ہیں۔ برما کی جماعت نے اس سال وصولی میں دوگنا اضافہ کیا ہے۔ وصولی کے لحاظ سے پہلی دس جماعتیں حسب ذیل ہیں۔ پاکستان، جرمنی، امریکہ، انگلستان، کینیڈا، انڈونیشیا، ہندوستان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ اور فلسطین۔

حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ تحریک جدید کے مالی جہاد میں پہلی بار نئے شامل ہونے والے گیارہ ممالک آسٹریا، گنی کناکری، مالی، ملاوی، ٹوگو، نائیجر، بلغاریہ، چیک ری پبلک، تیونس، سلواک، مقدونیہ ہیں۔

# ایک پودا تناور شجر بن گیا

آندھی اٹھتی رہی، برق گرتی رہی جہل کی گود میں فتنے پلتے رہے
ایک پودا تناور شجر بن گیا بے بسی سے عدو ہاتھ ملتے رہے
تنگ ہم پہ اگرچہ ہوئی یہ زمیں ایک سے اَن گنت ہم ہوئے کہ نہیں
تم خدا لگتی کہنا ہماری نہیں ہم تو دیوانے تھے دھن میں چلتے رہے
اس سے پہلے کہ ہو جائیں آنکھیں لہو سجدہ گہ سے صدا آئی "لَا تَقْنَطُوْا"
خیمہ زن تیرگی ہے وہی کو بکو کوکھ سے جس کی سورج نکلتے رہے
وقت کے رنگ پھر کیا سے کیا ہوگئے سارے نمرود و فرعون ہوا ہوگئے
سطوت کجکلاہی ملی خاک میں اور دیئے ہم فقیروں کے جلتے رہے
نصرت حق سے منزل پہ ہیں دیدہ ور، سہل ورنہ نہ تھا اک صدی کا سفر
اَن گنت قافلے گرد میں کھو گئے اَن گنت راستے ہی بدلتے رہے
حسن یکجہتی، صبر و وفا، ارتقا، سب نظامِ خلافت سے ممکن ہوا
منکرینِ خلافت سے پوچھو ذرا کیسے شمس و قمر ان پہ ڈھلتے رہے
ہم خداوند کے، وہ ہمارا ہوا، جو دیا جھولیاں بھر کے اس نے دیا
حمد واجب ہے اس کی جمیل اور کیا قلب وجاں جس کی خاطر پگھلتے رہے

(جمیل الرحمن - ھالینڈ)

تحریک جدید کے مجاہدین کی تعداد دو لاکھ ۶۶ ہزار ۷۱۶ ہو گئی ہے۔ اس سال نئے شامل ہونے والوں کی تعداد ۱۷۶۱۹ ہے۔

تحریک جدید کے متعلق مختلف اعداد وشمار کے بیان کے بعد حضور ایدہ اللہ نے کچھ عرصہ قبل بنگلہ دیش میں بعض شہید ہونے والے احمدیوں کا ذکر فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ ۸؍اکتوبر ۱۹۹۹ء کو کھلنا میں واقع احمدیہ مسجد میں بم کا ایک خوفناک دھماکہ ہوا جس میں دو خدام موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ اس وقت تک کل سات افراد اس کے نتیجہ میں شہید ہو چکے ہیں۔ جن کے اسماء یہ ہیں:-

مکرم جہانگیر حسین صاحب، مکرم نور الدین صاحب، مکرم اکبر حسین صاحب، مکرم سبحان مؤڑل صاحب، مکرم محب اللہ صاحب، مکرم ڈاکٹر عبد الماجد صاحب، مکرم ممتاز الدین احمد صاحب۔

حضور ایدہ اللہ نے مختصراً ان کے کوائف بھی بیان فرمائے اور پھر آخر پر حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا ذکر فرمایا۔ اور مختصراً ان کے حالات زندگی بیان فرمائے۔ اور اعلان فرمایا کہ نماز جمعہ وعصر کے بعد ان تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی جائے گی۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے ان سب کی نماز جنازہ پڑھائی۔

۲۱؍مئی ۱۹۹۹ء کو ہائیڈل برگ (جرمنی) میں منعقدہ ایک مجلس سوال وجواب کے آخر پر شہر کے برگاماسٹر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک یادگاری تصویر پیش کر رہے ہیں۔ (تصویر: بشکریہ شاہد عباسی۔ جرمنی)

# اس وقت اس زمانے کی فتح کے لئے الفرقان کا عطا ہونا ضروری ہے

**حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعجاز ایسے تھے جو روح القدس کی طرح ساتھ رہتے تھے۔ وہ کوئی آنے جانے والے اعجاز نہیں تھے۔ اور اسی قسم کے اعجاز ہیں جن کو آپ کو اپنے اندر تلاش کرنا چاہئے**

اختتامی خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۲۳/اگست ۱۹۹۸ء
بمطابق ۲۳/ظہور ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مئی مارکیٹ منہائم جرمنی۔ برموقعہ جلسہ سالانہ جرمنی

(دوسری قسط)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **نور اجابت دعا** کا ذکر جو خود اپنے الفاظ میں کرتے ہیں۔ وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"میں نے بعض بیماریوں میں آزمایا ہے اور دیکھا ہے کہ محض دعا سے اس کا فضل ہوا"۔

اور یہ ایک، سو فیصدی قطعی حقیقت ہے کہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جوتیوں کے طفیل میں نے بھی یہ تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ خدا کے حضور عرض کیا کہ اس بیمار کے لئے دل میں درد پیدا ہوا ہے۔ میں کچھ نہیں کر سکتا نہ دوا اس تک پہنچ سکتی ہے نہ کوئی اور تدبیر کارگر ہو سکتی ہے اب تو ثابت کر کہ سب دواؤں کا بادشاہ تو ہے اور اصل دواؤں کو شفا تیری رحمت سے تیری قدرت سے عطا ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایسا ہوا کہ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ایک زلزلہ سا برپا کر دیا اور میرا دل یقین سے بھر گیا کہ یہ دعا مقبول ہوئی ہے۔ چنانچہ اسی وقت میں نے دعا کروانے والوں کو جو اپنے کسی بیمار یا کسی ایسے شخص کے متعلق کروا رہے تھے جن کی نجات کی کوئی راہ نظر نہیں آتی تھی ان کو لکھ دیا کہ آپ اطمینان کی نیندیں سوئیں۔ ناممکن ہے کہ اس شخص کا ابتلاء خدا دور نہ فرما دے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور یہ میں اپنے ذاتی تجربے سے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

چنانچہ یہ فیض میں نے جس سے پایا اس کے نمونے آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔ اب اپناذکر اس لئے کر دیا کہ آپ کو علم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فیض ماضی میں نہیں رہا، اب بھی جاری ہے۔ اور اس لئے نہیں کیا کہ مجھ پر خاص ہے بلکہ وہ فرقان جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو عطا ہوئی تھی وہ آپؐ نے اپنے تک محدود نہیں رکھی۔ وہی فرقان ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تک محدود نہیں رکھی۔ وہی فرقان ہے جس میں سے کچھ حصہ میں نے پایا اور میرے تک محدود نہیں ہے۔ کثرت سے آپ میں ایسے دعا گو موجود ہیں جن میں دکھاوے کی ادنیٰ بھی عادت نہیں اور ان کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ ایسا ہی سلوک کرتا ہے۔ اس لئے اس غلط فہمی کو دل سے دور کر لیں کہ میں یہ بات اپنی بڑائی کے طور پر بیان کر رہا ہوں۔ اپنی عاجزی کے طور پر بیان کر رہا ہوں کہ جو کچھ مجھے ملا اس میں آپ میں سے کثیر تعداد میں لوگ حصہ دار ہیں اور جو کچھ ملا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے غلام کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے ملا۔ آپ اس میں سے ایک ایسے اعجاز کا ذکر بھی سن لیں جو خود میں نے اپنی ذات میں بھی پورا ہوتے دیکھا ہے۔

"میں نے بعض بیماریوں میں آزمایا ہے اور دیکھا ہے کہ محض دعا سے اس کا فضل ہوا اور مرض جاتا رہا"۔ محض دعا سے، کسی دوا کی ضرورت نہیں پڑی۔ "ابھی دو چار دن ہوئے ہیں کہ کثرت پیشاب اور اسہال کی وجہ سے میں مضمحل ہو گیا تھا۔ میں نے دعا کی تو الہام ہوا "دُعَائُكَ مُسْتَجَابٌ"۔ تیری دعا قبول کر لی گئی ہے۔" اس کے بعد ہی دیکھا کہ وہ شکایت جاتی رہی۔ خدا ایک ایسا نسخہ ہے جو سارے نسخوں سے بہتر ہے اور چھپانے کے قابل ہے۔ مگر یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بخل ہے اس لئے ظاہر کرنا پڑتا ہے"۔(تذکرہ صفحہ ۴۷۹)

اب یہ جو آخری فقرہ ہے اس کی گہرائی تک اتر کے دیکھیں کتنا لطف آئے گا آپ کو۔ دنیا میں جتنے طبیب کوئی بہت چوٹی کا نسخہ جانتے ہیں جو سینہ بہ سینہ ان کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ جتنا بڑا نسخہ ہو اتنی ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں اور یہ مرض ایسا ہے جو آج بھی دنیا کو لگا ہوا ہے۔ جتنی دواؤں کے بھی پیٹنٹ لئے جاتے ہیں وہ اسی لئے لئے جاتے ہیں کہ کمپنیاں چاہتی ہیں جو اتنی اچھی دوا مل گئی ہے کہ اس کا سارا مالی فائدہ ہم ہی اٹھائیں اور کسی دوسرے کو نصیب نہ ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا ایک ایسا نسخہ ہے جو سارے نسخوں سے بہتر ہے کہ اس سے بہتر نسخہ کوئی ہو ہی نہیں سکا۔ یعنی جب سے دنیا بنی ہے ایسا نسخہ نہیں ملا کہ خدا جس کو مل جائے وہ سب چیزوں کو شفا دے دے۔ اتنا اچھا نسخہ ہے کہ چھپانے کے قابل ہے۔ پس یہ جو انسانی فطرت میں بات پائی جاتی ہے کہ جو بہترین چیز ہاتھ آجائے اسے چھپالیں۔ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اگر چھپانے کے لائق کوئی ہے تو وہ اللہ ہے۔ اس سے بڑھ کر نسخہ کوئی ہے ہی نہیں۔ "مگر یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بخل ہے"۔ یہ کنجوسی ہے کہ سب سے اعلیٰ نسخے کو بنی نوع انسان کے فائدے سے الگ رکھ کر اپنے سینے میں چھپالیا جائے۔ "اس لئے ظاہر کرنا پڑتا ہے"۔ یعنی خدا کو۔ دل یہ چاہتا ہے کہ اپنے سینے سے چمٹائے رکھے اور کسی کو شریک نہ کرے کیونکہ بے حد لافانی نسخہ ہے۔ لیکن یہ بخل ہے اس لئے اس نسخے کو جس سے بڑھ کر نسخہ کوئی نہیں مجھے دنیا پر ظاہر کرنا پڑ رہا ہے۔

اب اپنے بعض تجربات بیان فرما رہے ہیں۔

"ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقے پر مجھے تین دفعہ سورۂ یٰسین سنائی"۔ یہ حال تھا بیماری کا۔ تین مختلف وقتوں میں یعنی بیماری کچھ ہلکی ہوتی تھی پھر بڑی شدت کے ساتھ لوٹ آتی تھی۔ چنانچہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقے پر مجھے تین مرتبہ سورۃ یٰسین سنائی۔ "جب تیسری مرتبہ سورۂ یٰسین سنائی گئی تو میں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گزر بھی گئے"۔ جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا انتظار کر رہے تھے ان کے متعلق کتنا لطیف تذکرہ ہے۔ "بعض عزیز میرے جو اب وہ دنیا سے گزر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے"۔ چھپ چھپ کر رونے کی ان کی آوازیں آتی تھیں۔ غم کی شدت سے نڈھال ہو کر وہ بھاگتے تھے پردوں کے پیچھے اور وہاں جا کر سسکیاں لے لے کر روتے تھے۔ مگر وہ کہاں گئے، ان میں سے بہت سے گزر گئے۔ "اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا۔ اور بار بار دم بدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا وہ آٹھویں دن راہیٔ ملکِ بقا ہو گیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولہواں دن چڑھا تو اس دن بکلی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورۂ یٰسین سنائی گئی"۔ سولہویں دن گویا کہ سب تیمار داروں نے سمجھا اب تو کوئی سوال ہی نہیں رہا۔ آخری مرتبہ اس پر سورۂ یٰسین پڑھ لو۔ "اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کی دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد"۔ اللہ ہر بدی سے پاک ہے اور بدی سے پاک ہی نہیں بلکہ اپنی کامل حمد کے ساتھ ہر بدی سے پاک ہے اور وہ خدا بڑی عظمتوں والا ہے۔ اے میرے اللہ محمد پر درود بھیج اور آل محمد پر۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعا کو میں نے خود ہمیشہ نہ صرف آزمایا ہے بلکہ اپنی دعا کا میں آغاز ہی اس دعا سے کرتا ہوں۔ اور میرا بہت پرانا تجربہ ہے کہ وہ لوگ جو اس دعا کی اس اہمیت کو سمجھیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ حیرت انگیز اعجاز عطا فرماتا رہتا ہے۔ اس میں دو باتیں ہیں اللہ کی عظمت کے گیت ان الفاظ میں جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو کلمے ہیں جو زبان پر تو ہلکے ہیں لیکن خدا کے نزدیک وزن میں سب سے زیادہ ہیں۔ یہی دو کلمات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہام ہوئے اور ساتھ یہ اضافہ تھا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّد۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ نعمت جس کی کوئی مثال نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے ہمیں عطا ہوئی ہے۔ آپ کے ذریعہ سے عطا ہوئی ہے اس لئے اگر آپ پر درود نہ بھیجیں تو بڑے ناشکرے ہونگے۔ جب یہ دونوں باتیں اکٹھی ہو جائیں تو اس دعا کی مقبولیت میں ایک عظیم الشان طاقت عطا ہو جاتی ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں "اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا"۔ اب دیکھیں جو بیماری سے شفا کا ذریعہ خدا نے بتایا ہے وہ بھی الہاماً بتایا ہے اور اس میں عجیب حکمتیں ہیں جو میں ابھی آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ "یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلماتِ طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور منہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا"۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دماغ کے کسی کونے میں بھی یہ بات نہیں آسکتی تھی کہ بعض بیماریوں میں شفا ریت سے حاصل ہو گی اور دریا کی تازہ ریت سے مٹھی بھر کر اندر سے باہر نکالی جائے اور اسے ملا جائے۔ اب جس کے جسم کا رواں رواں جل رہا ہو وہ یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ ریت کے رگڑنے سے تکلیف میں اضافہ ہونے کی بجائے وہ تکلیف جاتی رہے گی۔ اور اس میں یہ بھی نصیحت ہے سب کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں عجیب شفا رکھی ہے اور ہر بیماری کے لئے بعض شفائیں ایسی جگہوں میں رکھ دی ہیں جہاں انسانی ذہن نہیں جا سکتا۔ **پس لازم ہے کہ دعا ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی طلب کرتے رہیں۔ تمام دنیا کے احمدی طبیبوں کے لئے**

**اس میں ایک ایسا راز ہے جو راز ان کے سوا طبیبوں کو نصیب نہیں ہوا۔دعا کے ذریعہ نئی نئی دوائیں ڈھونڈتے رہیں اور تلاش کرتے رہیں**۔کیونکہ بعض دفعہ بعض بیماریوں میں بعض دوائیں جو آزمودہ بھی ہوں کام نہیں آرہی ہوتیں اور کسی عجیب بات میں اس کی شفا ہوتی ہے جس کا علم صرف خدا کو ہوتا ہے۔بہر حال حضرت مسیح موعودؑ کو جب خدا تعالیٰ نے یہ الہام فرمایا اور یہ ترکیب استعمال بھی بتائی تو دریا وہاں سے کوئی دس بارہ میل کے فاصلے پر تھا۔حضرت مسیح موعودؑ کا کامل یقین تھا کہ لازماً اب یہ ریت مجھ تک پہنچنی ہے۔جتنی دیر میں گھوڑسوار جاکر ریت دریا سے نکال کے لائے گا اس عرصے میں مجھے کچھ نہیں ہوگا کیونکہ خدا کی طرف سے الہام ہے۔اس کا بتایا ہوا نسخہ ہے۔چنانچہ فرمایا"چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور میں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی۔اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔یہاں تک کہ ابھی اس پیالے کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلی مجھے چھوڑ گئی ہے۔اور میں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا"۔یہ تندرستی کے خواب میں معنی یہ ہے کہ جو بیمار ہوں ان کو عجیب وغریب خواب آتے رہتے ہیں اور بیماری کے خواب سے نیند میں سکون نہیں عطا ہوتا۔تندرستی کے خواب وہ ہیں جو گہرا تسکین کا اثر رکھتے ہیں۔تو فرمایا"تندرستی کے خواب سے سویا۔جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا وَ اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَاءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ یعنی اگر تمہیں اس نشان سے شک ہو جو شفا دے کر ہم نے دکھلایا ہے تو تم اس کی نظیر کوئی اور شفا پیش کرو۔یہ واقعہ ہے جس کی پچاس آدمی سے زیادہ لوگوں کو خبر ہے۔(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸،۲۰۹)

پھر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ "میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ میر ناصر نواب صاحب جو میرے خسر ہیں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنے والی ہے۔........... غرض جب اس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو میں دعا میں لگ گیا۔اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحٰق کے"(حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ) "اور گھر کے لوگوں کے لاہور جانے کو تھے میں نے ان کو یہ خوابیں سنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا۔اور انہوں نے کہا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا۔جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحٰق کو تیز تپ چڑھ گیا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف بُنِ ران میں گلٹیاں نکل آئیں"۔یعنی ران کے اندر کی طرف جیسے طاعون کی گلٹیاں نکلتی ہیں اس طرح گلٹیاں نکل آئیں۔"اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا۔اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہہ دیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ واستغفار بہت کریں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب بڑے نیک اور بزرگ انسان تھے لیکن بعض دفعہ انسانی غفلت میں کوئی خطا ہو جاتی ہے جس کے لئے لازم ہے کہ دعا کے ساتھ ساتھ استغفار سے بھی کام لیا جائے۔چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا"میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ واستغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے"۔یعنی دشمن کو کوئی خود دعوت نہیں دیتا دشمن کو گھر میں بلانے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی غلطی ہو گئی ہے جس کے نتیجے میں دشمن کو جرأت ہوئی ہے گھر میں داخل ہونے کی۔"اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شورِ قیامت برپا ہو جائے گا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اُن کا اثر نہیں ہوگا"۔

یہ بات ایک ایسی عظیم گواہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ہے کہ طاعون کے دور میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں جو اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن نے مقابلۃً اخباروں میں چھپوایا ہو کہ یہ تو کہتا ہے دشمن مریں گے اور ان کے اپنے گھر ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہوا۔اگر کوئی دلیل چاہیے اس کے حق میں تو اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کیونکہ دشمن تو ہر وقت تاک میں رہتا تھا کہ ادنیٰ سی بات بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر الزام تراشی کے لئے میسر آ جائے۔طاعون کا دور تھا، حضرت مسیح موعودؑ بکثرت پیشگوئیاں کر رہے تھے اور ایک ایک دشمن کا نام لے کر فرما رہے تھے کہ اس کو بھی طاعون ہوگی، اس کو بھی طاعون ہوگی، وہ سارے طاعون سے مر رہے ہوں۔اور اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں بھی ایسا واقعہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ دشمن اس کو نظر انداز کر دیتا۔

چنانچہ فرماتے ہیں:"کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے"۔ایک موقع پر فرمایا کہ تمہارے گھر کا چوہا بھی طاعون سے نہیں مرے گا۔"غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خارق عادت کے طور پر اسحٰق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام ونشان نہ رہا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔اور نہ صرف اس قدر بلکہ پھرنا، چلنا، کھیلنا، دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔یہی ہے احیاء موتیٰ۔میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ کے احیائے موتیٰ میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا"۔

(حقیقۃ الوحی ، روحانی خزائن جلد ۲۲ مطبوعہ لندن صفحہ ۳۴۰،۳۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"پھر طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا، میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا"۔اور اگرچہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ٹائیفائیڈ ہوا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جانتے تھے کہ یہ ٹائیفائڈ ہے۔اس کی علامتیں ہی طاعون سے مختلف ہوتی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت گھبراہٹ شروع ہوئی کہ اگر یہ بچہ ٹائیفائڈ سے بھی مر گیا تب بھی دشمن نے نہیں چھوڑنا۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دشمن کو ایک ادنیٰ سا موقعہ بھی خدا نے نہیں دیا۔ہر وقت تاک میں رہتا تھا لیکن کچھ پیش نہیں گئی اور ایک واقعہ بھی اس سارے طاعون کے دور میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف استعمال نہیں کر سکا۔فرمایا"اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بے ہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا"۔یہ بیہوشی میں ہاتھ مارنا خاص طور پر ٹائیفائڈ کی علامت ہوا کرتی ہے اور جو اطباء جانتے ہیں ان کو پتہ ہے کہ ٹائیفائڈ میں اس طرح انسان اپنے بدن کو نوچتا بھی ہے، ہاتھ پاؤں زور سے بستر پر مارتا ہے۔"مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے، فوت ہو گیا، تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا ہے۔اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چاردیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔تقریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں، یہ اور ہی بلا ہے۔تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے"۔

پس دعا کے ساتھ جب خدا تعالیٰ نے اسے قبول کرنا ہو، ایک خاص انشراح صدر بھی عطا ہوا کرتا ہے جس کے بعد کسی الہام کی بھی ضرورت نہیں۔وہ دل کی کیفیت بتاتی ہے کہ اس دل سے جو دعا اٹھے گی ضرور مقبول ہوگی۔"اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔مجھے اُس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا"۔اب تپ محرقہ بھی ہو تو لوگ جانتے ہیں یعنی اطباء جانتے ہیں کہ وہ اس طرح اچانک نہیں چھوڑا کرتا۔تپ محرقہ کو جاتے جاتے وقت لگا کرتا ہے۔کبھی سات دن، کبھی چودہ دن، کبھی اکیس دن اور یہ نہیں ہوا کبھی کہ تپ محرقہ پورے زوروں پر ہو اور مریض بستر پر ہاتھ پاؤں مار رہا ہو اور اچانک وہ تپ کلیۃً غائب ہو جائے۔پس اس کے غائب ہونے میں بھی ایک ایسا عجیب اعجاز تھا جس کی کوئی مثال آپ کو اطباء کی شفاؤں میں نظر نہیں آئے گی۔

اسی طرح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے متعلق بھی ایک واقعہ گزرا ہے۔آپ کی آنکھیں بہت دکھنے آ گئیں۔اتنی زیادہ کہ اطباء کے نزدیک اس کا علاج ہی کوئی نہیں تھا اور اطباء کو خطرہ تھا کہ یہ بچہ اندھا ہو جائے گا۔آپ فرماتے ہیں:"تب اس کی اضطراری حالت دیکھ کر میں نے جناب الٰہی میں دعا کی تو یہ الہام ہوا بَرَّقَ طِفْلِی بشیر یعنی میرے لڑکے بشیر نے آنکھیں کھول دیں"۔تب اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ جانتے ہیں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو ان آنکھوں سے پھر خدا تعالیٰ نے کتنا عظیم علمی کام کرنے کی توفیق بخشی ہے۔تمام عمر آپ کی آنکھیں دکھنے نہیں آئیں۔**تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعجاز ایسے تھے جو روح القدس کی طرح ساتھ رہتے تھے۔وہ کوئی آنے جانے والے اعجاز نہیں تھے۔اور اسی قسم کے اعجاز ہیں جن کو آپ کو اپنے اندر تلاش کرنا چاہئے اور اگر نہیں ہیں تو دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے اعجاز آپ کو عطا فرمائے۔**

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

# خطبہ جمعہ

## آج دنیا میں ہر تبدیلی کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ہمیں اندرونی تبدیلی کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے اور بیرونی تبدیلی کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے

### خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔
فرمودہ ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۹۹ء بمطابق ۱۵؍ اخاء ۱۳۷۸ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنْ تُبْدُوْا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ. وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌلَّكُمْ. وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ. وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾۔ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷۲)

تم اگر صدقات کو ظاہر کرو تو یہ بھی عمدہ بات ہے۔ اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں حاجتمندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور وہ تمہاری بہت سی برائیاں تم سے دور کر دے گا اور اللہ اس سے خوب باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

یہاں لفظ "بہت سی برائیاں" غالباً ترجمہ میں سہو ہے۔ یہ قرآن کریم کا ایک فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے لفظوں کے اندر بہت سے معنے بیان فرما دیتا ہے۔ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ۔ سَيِّاٰتِكُمْ اگر ہوتا خالی تو ساری برائیاں دور کرنا مراد ہوتی۔ يُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّاٰتِكُمْ کہ تمہاری کچھ کچھ برائیاں دور کرتا چلا جائے گا۔ مراد ہے تمہارے صدقات کی کیفیت، تمہارے دل کی کیفیت پر خدا کی نظر ہوگی اور وہ اس کے مطابق، حسب حیثیت تمہاری برائیاں دور فرمائے گا اور یہ بالکل درست ہے۔ یہی عام تجربہ ہے کہ جب ہم صدقات وغیرہ دیتے ہیں تو ساری برائیاں اچانک تو دور نہیں ہو جایا کرتیں، برائیاں دور ہونے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس قرآن کریم کے اس بیان سے ظاہر ہے کہ یہ عظیم الشان خدا کا کلام ہے اور وہی اتنا عظیم الشان فصاحت و بلاغت سے پُر کلام فرما سکتا ہے۔

یہ دراصل گزشتہ خطبے کا ایک تسلسل ہی ہے۔ دعا پہ بات ہو رہی تھی اور دعا ہی سب سے زیادہ اہم ہے۔ آج دنیا میں ہر تبدیلی کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ ہمیں اندرونی تبدیلی کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے اور بیرونی تبدیلی کے لئے بھی دعا کی ضرورت ہے۔ اس لئے اب میں نے اس میں کچھ اضافہ کر کے چند حدیثیں اور اختیار کر لی ہیں اور کچھ اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور بھی چن لئے ہیں۔ اب میں اس مضمون کو آج اس خطبہ میں ختم کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت اور کوئی چیز نہیں۔ (ترمذی ابواب الدعوات۔ باب ما جاء فی فضل الدعاء)

'اللہ کے نزدیک دعا سے زیادہ قابل عزت'۔ اب خدا تعالیٰ تو کسی کی عزت نہیں کرتا مگر یہ ایک عجیب شان ہے بیان کی کہ اس شخص کو عزت دیتا ہے جو دعا کرتا ہے۔ پس خدا کا عزت کرنا یہ ہے۔ جب خدا عزت کرے کسی چیز کی یعنی عزت چاہے تو فرشتے، زمین آسمان سب اس کی عزت بڑھانے پر مصروف ہو جاتے ہیں۔ تو کلام الٰہی اور کلام رسول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سمجھنے کے لئے ذرا باریکیوں میں اترنا چاہئے۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا:

"اے لوگو! جنت کے باغوں میں چرو"۔ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟۔ آپؐ نے فرمایا "ذکر کی مجالس"۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ صبح اور شام کے وقت خصوصاً اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُسے اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے مقام کا علم ہو تو وہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کا اُس کے نزدیک کیا مقام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو ویسا ہی مقام عطا کرتا ہے جیسا بندہ اپنے نزدیک اللہ کو دیتا ہے۔ (رسالہ قشیریۃ۔امام شافعی۔ باب الذکر صفحہ ۱۱۱)۔ اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث ہے اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔

تو دراصل انسان کو جو کچھ بھی چاہئے اپنے دل پر نظر ڈال کر یہ پہچاننا ضروری ہے کہ اس کے نزدیک خدا کی حیثیت کیا ہے۔ بعض لوگ تو خدا کو اس طرح بلاتے ہیں جیسے نوکر کو بلایا، ضرورت پوری کی اور پھر دُور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ سے تو کوئی دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ اپنے نفسوں کو وہ دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذکر کی مجالس قائم کرو۔ اب جس کو اللہ سے محبت ہو گی وہ اللہ کی باتیں کرے گا۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ دنیا میں اکثر لوگ جب بیٹھتے ہیں تو ارد گرد کی گپیں مارتے ہیں کوئی دنیا کی باتیں، کوئی فسادات کی باتیں سب کچھ ہوتا ہے لیکن یہ ایک طبعی کمزوری بھی ہے۔ مثلاً آج کل پاکستان میں جو حالات گزر رہے ہیں ان پر تبصرہ ہونا ضروری ہے مگر اس کے ساتھ اللہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اب ہر بات کی تان اسی پر ٹوٹنی چاہئے کہ نظر تو کچھ اور آ رہا ہے مگر ہو گا وہی جو اللہ چاہے گا۔ تو یہ بھی ساری مجلس ہی اس فقرے سے ذکر کی مجلس بن جاتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے ربّ کو یاد کرتا ہے اور جو اپنے ربّ کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔ مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اُس گھر کی مثال جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر الله تعالىٰ ، مسلم کتاب الصلوٰة باب استحباب صلاة النافلة فی بیته وجواز ها فی المسجد)۔ پہلے شخص کا ذکر کیا تھا اب گھر کا ذکر کیا ہے کہ بعض گھر بھی ذکر الٰہی سے خالی ہوتے ہیں۔ وہ مُردہ گھر ہیں ان کی ظاہری موت جس صورت میں بھی آئے خدا کے نزدیک وہ بہر حال پہلے سے ہی مُردہ ہیں۔

ترمذی کتاب الدعوات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہمارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

اب یہ مضمون خیال نہیں جاتا انسان کو، کیونکہ لگتا ہے واقعۃً خدا تعالیٰ اوپر سے نیچے اترا ہے۔ خدا تعالیٰ تو اوپر بھی ہے، نیچے بھی ہے، ہر سمت میں ہے۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ۔ جس طرف چاہو رخ کرو۔ اللہ کی وجہ، اللہ کی رضا، اللہ کی شان کو تم اپنے سامنے پاؤ گے۔ اس لئے سنتے ہوئے چونکہ انسان اپنے اوپر قیاس کرتا ہے اس لئے واقعی یوں لگتا ہے جیسے اوپر سے اتر آیا ہے۔ اترنے سے مراد یہ

ہے کہ اس کے دل کے قریب ہو گیا ہے۔ یہاں روحانی طور پر نزول ہے جو دل پر ہوا کرتا ہے۔ پس اس حدیث سے یہ مراد ہے کہ جب اس کے دل پر خدا اتر آتا ہے تو کہتا ہے کہ مانگ مجھ سے جو مانگتا ہے، اپنی خواہش بتا جو چاہتا ہے میں ہی ہوں جو تجھے بخش سکتا ہے۔ پس مجھ سے ہی بخشش طلب کر۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ میں سے جب کوئی بیمار ہوتا تو آپ سورہ الفلق اور سورہ الناس پڑھ کر پھونکتے تھے اور جب آنحضرت ﷺ اپنی اس بیماری میں بیمار ہوئے جس میں آپؐ کا وصال ہوا تو میں آنحضرتؐ پر ان دو سورتوں کو پڑھ کر آپؐ پر پھونکتی، اب اگلی بات دیکھیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فراست۔ سچی حدیثوں میں فراست ضرور چھپی ہوئی ہوتی ہے اور روایت سے بڑھ کر اس کی درایت بیان کرتی ہے کہ حدیث سچی ہے۔ 'اور آپ کے ہاتھوں کو پکڑ کر آپ کے جسم پر پھیرتی کیونکہ وہ میرے ہاتھوں سے بہت زیادہ برکت والے تھے'۔ (مسلم کتاب السلام باب رقیۃ المریض بالمعوذات والنفث)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاتھ پھیرو بیمار کے جسم پر۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں پڑھتی تو وہی تھی مگر حضور کے اپنے ہاتھ آپؐ کے جسم پر پھیرتی تھی کیونکہ ان میں بہت زیادہ برکت تھی۔

ترمذی کتاب الدعوات و مسند احمد میں روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عمرہ کے لئے مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے اجازت چاہی۔ آپؐ نے اجازت مرحمت فرمائی اور ساتھ ہی فرمایا۔ میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں نہ بھولنا۔ (ترمذی کتاب الدعوات۔ مسند احمد صفحہ ٢٩)۔

یہ رسول اللہ ﷺ کی انکساری کی انتہاء ہے۔ جس کی دعاؤں سے ساری دنیا کا نظام جاری ہے وہ حضرت عمرؓ کو کہتا ہے کہ میرے بھائی مجھے دعاؤں میں نہ بھولنا۔ اور ضمناً اس میں حضرت عمرؓ کی بزرگی کا بیان بھی ہو گیا کہ خدا ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ پس یہ اشارتاً بہت سی باتیں ہوتی ہیں اصل تو رسول اللہ ﷺ کی انکساری ہی ہے۔ مگر مراد یہ بھی تھی کہ میں توقع رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو سنے گا اور اس وجہ سے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس کی اتنی خوشی ہوئی کہ اگر اس کے بدلے میں مجھے ساری دنیا مل جائے تو اتنی خوشی نہ ہو۔

بخاری کتاب الزکوٰۃ۔ زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے سعد بن مسیّب نے بتایا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کو آنحضرت ﷺ سے یہ روایت کرتے ہوئے سنا کہ حضورؐ نے فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو غنی ہونے کی حالت میں کیا جائے اور اس شخص سے (ابتداء) کرو جس کی کفالت تمہارے ذمہ ہے۔ (صحیح البخاری کتاب الزکوٰۃ)۔

اس میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ جس کی کفالت ذمے ہوا کرتی ہے اس کی دیکھ بھال اور اس پر خرچ کرنا خدا کے نزدیک صدقہ ہی ہے۔ پس بہت سے لوگ بعض یتیموں کو کفالت میں لے لیتے ہیں، بعض مریضوں کو کفالت میں لے لیتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بہت معزز کام ہے اور جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں وہ ان کی بلائیں رد کرنے کے لئے بہت ہوتا ہے۔ پس جب بھی کوئی خرچ کرے اپنے یتیم جو زیر کفالت ہو اس سے شروع کرے اور پھر جو دوسروں کے زیر کفالت ہیں پھر ان کی طرف متوجہ ہو۔

سنن ابن ماجہ کتاب الزھد، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور نماز مومن کا نور ہے اور روزے آگ کے خلاف ڈھال ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسولؐ! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: کہ تُو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تُو تندرست ہو (اور مال کی) حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو'۔ اب سوال یہ ہے کہ تندرست ہو تو صدقہ سمجھ میں آ گیا اس وقت صدقہ کرنا چاہئے مگر حرص رکھتا ہو سے کیا مراد ہے۔ ایک انسان تندرست بھی ہوتا ہے صرف صحت نہیں چاہتا بلکہ مال بھی چاہتا ہے اور دنیاوی اموال اور دولت اور اچھی زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو فرمایا حرص رکھتا ہو اپنے مال کی اور بہتر زندگی کی، خوشحال زندگی کی غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ (صدقہ دینے میں) اتنی دیر نہ کرو کہ جان حلق تک پہنچ جائے تو تُو کہے کہ فلاں کو اتنا دیدو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیرا نہیں رہا، وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا۔ (بخاری کتاب الزکوٰۃ باب فضل صدقۃ الشحیح الصحیح)۔ مرنے کے بعد اب جس کو مرضی ملے کیا فرق پڑتا ہے۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ باب استحباب صلوٰۃ الضحیٰ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہارے جسم کے ہر حصہ پر صدقہ ہوتا ہے۔ ہر تسبیح صدقہ ہے، الحمدللہ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، تکبیر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔

اب اس میں غریبوں کے لئے ایک بہت بڑی خوشخبری ہے۔ جو ضرورت پڑنے پر صدقہ دے نہیں سکتے، توفیق ہی نہیں ہوتی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہر نیکی کی بات جو غریب سے غریب انسان کر سکتا ہے بلکہ وہ زیادہ کرتا ہے اس کو صدقہ قرار دے دیا۔ ہر تسبیح صدقہ ہے، اَلْحَمْدُلِلّٰہ کہنا صدقہ ہے، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہنا صدقہ ہے، تکبیر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے۔

تمہارے جسم کے ہر حصے پر صدقہ ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک خاص اہمیت والی نصیحت ہے کہ انسان کے جسم کا چھوٹے سے چھوٹا حصہ بھی اگر بیکار ہو جائے اور کام چھوڑ دے تو سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ گردے کو دیکھ لو گردہ جب کام چھوڑ دے تو سارا جسم بیکار اور ناکارہ ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ چھوٹی سی بیماری کے ساتھ بھی انسان کو اتنی تکلیف پہنچتی ہے کہ سارے جسم کو ایک عذاب لگ جاتا ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو دعائیں بتائی ہیں وہ غریب سے غریب آدمی بلکہ عام طور پر غرباء زیادہ کرتے ہیں اور صدقے کا ایک نیا مفہوم سمجھا دیا ہمیں کہ یہ اچھی باتیں کرنا بھی صدقہ اور بری باتوں سے روکنا بھی صدقہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کو بیان کر دیا جائے کہ قانون قدرت میں ہمیشہ دعا کا تعلق ہے آج کل کے نیچری طبع کے لوگ جو علوم حقہ سے محض بے خبر اور ناواقف ہیں اور ان کی ساری تگ و دو کا نتیجہ یورپ کے طرز معاشرت کی نقل اتارنا ہے"۔ خاص طور پر جو احمدی اس وقت


# IVNIT ENTERPRISES

فرینکفورٹ مین ریلوے سٹیشن کے بالکل نزدیک دریا کے کنارے

ویسٹ ہافن پر گروسری کا ڈئرہاؤس جہاں آپ ٹرالی میں بڑے آرام سے خرید کر سکتے ہیں

وئرہاؤس کے سامنے پارکنگ کا وسیع انتظام ہے

احباب کی سہولت کے لئے مورخہ ١٥ر نومبر تا ٣٠ر نومبر ١٩٩٩ء، درج ذیل اشیاء پر سیل لگائی جارہی ہے

| | | |
|---|---|---|
| سپر کرنل باسمتی چاول | ١٠ کلوگرام | 36-00 DM |
| ابلے چنے | 400×12 | 7-95 DM |
| ہلدی | 375 گرام | 4-00 DM |
| زیرہ، دھنیہ اور کری پاؤڈر، مینگو اچار، مکس اچار، لیمن اچار، | | 4-00 DM |
| لہسن، ادرک اور چلی کا اچار | 400 گرام | 2-90 DM |
| بیسن | 2 کلوگرام | 4-50 DM |
| چاٹ، قورمہ، بریانی، حلیم، پایا، میٹ، چکن، سیخ کباب، شامی کباب مصالحہ جات | | 2-00 DM |
| سویاں | 200 گرام | 1-00 DM |

IVNIT ENTERPRISES
West Hafen Halle-3 60327- Frankfurt / M-Germany
Tel: 069-237534 Fax: 069-233800



# Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

*your properties are urgently required*

*Tel: 0181-265-6000*

یورپ میں بستے ہیں ان کے لئے ایک نصیحت ہے۔ "دعا کو ایک بدعت سمجھتے ہیں"۔ الحمدللہ کہ احمدی تو بالکل نہیں سمجھتے مگر اکثر یورپ میں بسنے والے بدعت ہی سمجھتے ہیں۔ "اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے تعلق میں کچھ بحث کی جائے"۔

"دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب و بے قرار ہو کر دودھ کے لئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا۔ لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ کو جذب کر لیتی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ محسوس بھی نہیں کرتی ہیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں ہے لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچتی ہے فوراً دودھ اتر آتا ہے۔ جیسے بچہ کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ کر لاتی ہے۔ اور میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیت دعا کی صورت میں آتا ہے میں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آج کل کے زمانے کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ میں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں"۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۱۲۸،۱۲۷)

پھر فرماتے ہیں "جس طرح خدا تعالیٰ کی کتابوں میں"۔ (اس موقعہ پر حضور نے پاس پڑے ہوئے کپ سے کچھ گرم پانی پیا اور فرمایا: تھوڑا تھوڑا میں نے پانی پینا شروع کر دیا ہے۔ لوگ بڑا خوش ہوتے ہیں اس پر دیکھ کے اور مجھے خط لکھتے ہیں کہ شکر ہے آپ نے پانی پینا شروع کر دیا ہے)۔ "خدا تعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھہرائے ہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خدا تعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا ہے اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دعا کرتا ہے اور اس سے حل مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دعا کو کمال تک پہنچاوے خدا تعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا اور علاوہ کامیابی کے ایمانی ترقی اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۳۶، ۲۳۷ مطبوعہ لندن)

"ہر ایک دعا گو ہماری دنیوی مشکل کشائی کے لئے ہو" (دعا گو مراد نہیں ہے دعاء کے بعد ہمزہ ہے، یوں پڑھنا چاہئے) "ہر ایک دعاء، گو ہماری دنیوی مشکل کشائی کے لئے ہو مگر ہماری ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گزر کر آتی ہے"۔ اب یہ قابلِ غور کلام ہے "ہماری ایمانی حالت اور عرفانی مرتبت پر گزر کر آتی ہے" یعنی اس سے وہ فیض پاتی ہے۔ جتنی زیادہ ایمانی مرتبت ہو اتنا ہی دعا کا فیض بڑھ جاتا ہے اور زیادہ مقبول بن جاتی ہے۔ "یعنی اول ہمیں ایمان اور عرفان میں ترقی بخشتی ہے اور ایک پاک سکینت اور انشراحِ صدر اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ہمیں عطا کر کے پھر ہماری دنیوی مکروہات پر اپنا اثر ڈالتی ہے اور جس پہلو سے مناسب ہے اس پہلو سے ہمارے غم دور کر دیتی ہے۔ پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ دعا اسی حالت میں دعا کہلا سکتی ہے کہ جب در حقیقت اس میں ایک قوتِ کشش ہو اور واقعی طور پر دعا کرنے کے بعد آسمان سے ایک نور اترے جو ہماری گھبراہٹ کو دور کرے اور ہمیں انشراحِ صدر بخشے اور سکینت اور اطمینان عطا کرے۔ ہاں حکیم مطلق ہماری دعاؤں کے بعد دو طور پر نصرت اور امداد کو نازل کرتا ہے۔ ایک یہ کہ اس بلاء کو دور کر دیتا ہے جس کے نیچے ہم دب کر مرنے کو تیار ہیں۔ دوسرے یہ کہ بلاء کی برداشت کے لئے ہمیں فوق العادت قوت عنایت کرتا ہے"۔

یہ دوسرا پہلو بھی بہت قابل غور ہے۔ دعا کے نتیجے میں بعض دفعہ ایک تکلیف دور نہیں ہو رہی ہوتی مگر غیر معمولی صبر عطا ہوتا ہے، غیر معمولی ہمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے جس کو خدا کی خاطر مسکراتے ہوئے برداشت کر جاتا ہے۔ "انشراح صدر عنایت فرماتا ہے۔ پس ان دونوں طریقوں سے ثابت ہے کہ دعا سے ضرور نصرتِ الٰہی نازل ہوتی ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۴۰-۲۴۳)

پھر فرمایا "بیمار کو چاہئے کہ توبہ استغفار میں مصروف ہو۔ انسان صحت کی حالت میں کئی قسم کی غلطیاں کرتا ہے۔ کچھ گناہ حقوق اللہ کے متعلق ہوتے ہیں، کچھ حقوق العباد کے متعلق ہوتے ہیں۔ ہر دو قسم کی غلطیوں کی معافی مانگنی چاہئے۔ اور دنیا میں جس شخص کو نقصان بے جا پہنچایا ہو اس کو راضی کرنا چاہئے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں سچی توبہ کرنی چاہئے۔ توبہ سے یہ مطلب نہیں کہ انسان جنتر منتر کی طرح کچھ الفاظ منہ سے بولتا رہے بلکہ سچے دل سے اقرار ہونا چاہئے کہ میں آئندہ یہ گناہ نہ کروں گا اور اس پر استقلال کے ساتھ قائم رہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ تو خدا تعالیٰ الغفور الرحیم ہے، وہ اپنے بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ ستار ہے بندوں کے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ تمہیں ضرورت نہیں کہ مخلوق کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرو، ہاں خدا تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے"۔

(ملفوظات جلد پنجم، جدید ایڈیشن، صفحہ ۵۹، ۶۰)

اس ضمن میں مَیں ایک اور نصیحت کر دیتا ہوں۔ بہت سے لوگ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت دعائیں کر رہے ہیں۔ میرے لئے بھی اور اپنی اولاد کے لئے، سب کے لئے مگر بھول جاتے ہیں کہ سنت کو چھوڑ کر کوئی دعا نہیں ہوا کرتی۔ ایک لڑکی نے لکھا کہ میں نے رات دو ہزار نفل مانے ہوئے ہیں۔ وہ دو ہزار نفل کی جو ٹکریں ہیں اس میں کیا کوئی کچھ پڑھ سکتا ہے۔ اس کو میں نے جواب میں لکھا کہ خدا کا خوف کرو، سنت پر عمل کرو۔ رسول اللہ ﷺ سے جتنی رکعتیں ثابت ہیں اتنی پڑھو، اطمینان سے پڑھو۔ ان میں سجدے میں، کھڑے ہو کر، رکوع میں، ہر حالت میں دعا کرو تو یہی تمہاری دعا ہے۔ اس لئے امید ہے کہ اب انشاءاللہ اس بچی کو سمجھ آجائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"دیکھو پچھلے دنوں مبارک احمد کو خسرہ نکلا تھا۔ اس کو اس قدر کھجلی ہوتی تھی کہ وہ پلنگ پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا"۔ میں نے خود بھی دیکھا ہے بعض دفعہ خسرہ میں بہت ہی زیادہ تکلیف ہوتی ہے اور اگر بڑے کو خسرہ نکلے تو بہت سخت عذاب ہوتا ہے۔ "جب کسی بات سے فائدہ نہ ہوا تو میں نے سوچا اب دعا کرنی چاہئے۔ میں نے دعا کی اور دعا سے ابھی فارغ ہی ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ چھوٹے چھوٹے چوہوں جیسے جانور مبارک احمد کو کاٹ رہے ہیں۔ ایک شخص نے کہا ان کو چادریں باندھکر باہر پھینک دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب میں نے بیداری میں دیکھا تو مبارک احمد کو بالکل آرام ہو گیا تھا۔ اس طرح دستِ شفا جو مشہور ہوتے ہیں اس میں کیا ہوتا ہے وہی خدا تعالیٰ کا فضل اَور کچھ نہیں"۔

(ملفوظات جلد پنجم جدید ایڈیشن صفحہ ۱۸۱، ۱۸۲)

اب بعض لوگوں کے متعلق کہتے ہیں ناں کہ دستِ شفا ہے۔ دراصل وہ دعا ہی ہوتی ہے ورنہ کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔ اگر دعا ساتھ نہ ہو اور مقبول دعا ساتھ نہ ہو اور جب حکم الٰہی آجائے تو دعا نہ بھی ہو تو شفا ہو جاتی ہے۔

ملفوظات میں ہے "ایک لڑکے کو طاعون شدید ہو گئی تھی۔ حضرت نے اس کے واسطے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اس کو صحت دی۔ اس کا ذکر تھا۔ مولوی محمد علی صاحب نے عرض کیا کہ میں ہمیشہ غور کرتا رہا ہوں کہ جس شخص کو طاعون کے ساتھ خون شروع ہو جاوے وہ کبھی نہیں بچتا۔ صرف یہی ایک لڑکا دیکھا ہے جو باوجود خون آنے کے پھر بچ گیا۔ اب یہی مولوی محمد علی صاحب تھے جن کو طاعون کا خوف تھا، خون بھی جاری تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھانا چاہا تھا کہ دعا ہو تو خون والے بھی بچ جایا کرتے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ صرف دعا کا نتیجہ ہے۔ اس کا بچنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عبدالکریم کا بچنا تھا جس کے واسطے کسولی سے تار آیا تھا کہ اب اس میں دیوانگی کے آثار نمودار ہونے پر کوئی علاج نہیں ہو سکتا لیکن خدا تعالیٰ نے اس کے حق میں ہماری دعا کو قبول کیا اور وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ کبھی کوئی اس طرح بچتا دیکھا سنا نہیں گیا"۔ (ملفوظات جلد پنجم؛ جدید ایڈیشن، صفحہ ۲۰۷)

اس عبدالکریم کی اولاد اب حیدر آباد میں زندہ موجود ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک نشان بنی رہے گی۔

اب اس اقتباس میں بھی ایک بڑی معرفت کی بات ہے جو غور کرنے کے لائق ہے۔ "ایک دفعہ ایک آریہ ملاوامل نام مرض دق میں مبتلا ہو گیا اور آثار نومیدی ظاہر ہوتے جاتے تھے اور اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک زہریلا سانپ اس کو کاٹ گیا۔ وہ ایک دن اپنی زندگی سے نومید ہو کر میرے پاس آیا، آکر رویا۔ میں نے اس کے حق میں دعا کی تو جواب آیا قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلَامًا"۔ یہاں آ کے الہام رک جاتا ہے عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ نہیں۔ اس کو ابراہیم سے کیا نسبت تھی۔ خدا تعالیٰ کے کلام کی یہ بھی ایک عجیب شان ہے کہ جہاں رکتا ہے وہاں کوئی حکمت ہوتی ہے ورنہ یہ الہام تو حضرت


fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

ابراہیم سے ہوا تھا۔ اب ملا وامل کہاں اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کہاں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہاں آ کے بات روک دی مگر تھی آگ اس لئے آگ کو ٹھنڈا کرنا مراد تھا فرمایا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا۔ بس۔ ''یعنی ہم نے تپ کی آگ کو کہا کہ سرد اور سلامتی ہو جا۔ چنانچہ بعد اس کے وہ ایک ہفتے میں اچھا ہو گیا تو اب تک وہ زندہ موجود ہے''۔ یہ حقیقۃ الوحی سے لیا گیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۷۷)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی ایک بیماری کا ذکر فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں:

''۵ راگست ۱۹۰۶ء۔ ایک دفعہ نصف حصہ اسفل بدن کا میرا بے حس ہو گیا اور ایک قدم چلنے کی طاقت نہ رہی اور چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھیں تھی اس لئے مجھے خیال گزرا کہ یہ فالج کی علامات ہیں۔ ساتھ ہی سخت درد تھی، دل میں گھبراہٹ تھی کہ کروٹ بدلنا بھی مشکل تھا ۔ ''رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتتِ اعداء کا خیال آیا'' کہ دشمن ہنسے گا دیکھو جی اس کو فالج ہو گیا۔ ''رات کو جب میں بہت تکلیف میں تھا تو مجھے شماتتِ اعداء کا خیال آیا مگر محض دین کی وجہ سے نہ کسی اور امر کے لئے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں دعا کی کہ موت تو ایک امر ضروری ہے مگر تُو جانتا ہے کہ ایسی موت اور بے وقت موت میں شماتتِ اعداء ہے تب مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ الہام ہوا اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ . اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْزِی الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی خدا ہر چیز پر قادر ہے اور خدا مومنوں کو رُسوا نہیں کرتا۔ پس اسی خدائے کریم کی مجھے قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جو اس وقت بھی دیکھ رہا ہے کہ میں اس پر افتراء کرتا ہوں یا سچ بولتا ہوں کہ اس الہام کے ساتھ ہی شاید آدھ گھنٹہ تک مجھے نیند آ گئی اور پھر یکدفعہ جب آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ مرض کا نام و نشان نہیں رہا۔ تمام لوگ سوئے ہوئے تھے اور میں اٹھا اور امتحان کے لئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہوا کہ میں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اس کے رسول کی پیروی کی اور کیا بد نصیب وہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے''۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۵۔۲۴۶)

پھر فرماتے ہیں: ''سچ تو یہ ہے کہ اگر دعا نہ ہوتی تو اہل اللہ مر ہی جاتے۔ جو لوگ دعا کے منافع سے محروم ہیں ان کو دھوکہ ہی لگا ہوا ہے کہ وہ دعا کی تقسیم سے ناواقف ہیں۔ میرا جب سب سے پہلا لڑکا فوت ہوا تو اس کو ایک سخت غشی کی حالت تھی۔ گھر میں اس کی والدہ نے جب دیکھا کہ حالت نازک ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو امید نہیں کہ اب جانبر ہو میں اپنی نماز کیوں ضائع کروں۔ چنانچہ وہ نماز میں مصروف ہو گئے اور جب نماز سے فارغ ہو کر مجھ سے پوچھا تو اس وقت چونکہ انتقال ہو چکا تھا میں نے کہا کہ لڑکا مر گیا ہے۔ انہوں نے پورے صبر اور رضا کے ساتھ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھا ۔ خدا جس امر میں نامراد کرتا ہے اس نامرادی پر صبر کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ خدا نے ایک کی بجائے چار لڑکے عطا فرمائے''۔ (ملفوظات جلد دوم جدید ایڈیشن، صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸)

''یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے بلکہ استجابتِ دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں۔ کیونکہ استجابت دعا سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک بندہ کو جنابِ الٰہی میں قدر اور عزت ہے۔ اگرچہ دعا کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں۔ کبھی کبھی خدائے عزوجل اپنی مرضی بھی اختیار کرتا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مقبولینِ حضرتِ عزّت کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے اُن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ ہزارہا میری دعائیں قبول ہوئی ہیں اگر میں سب کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے اور کسی


شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر

پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے


قدر میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں اور اس جگہ بھی چند دعاؤں کا قبول ہونا تحریر کرتا ہوں۔ چنانچہ منجملہ ان کے استجابت دعا کا ایک یہ نشان ہے کہ ایک میرے مخلص سید ناصر شاہ نام جو اب کشمیر بارہ مولا میں اوورسیئر ہیں۔ وہ اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور ان کی ترقی کے حارج تھے بلکہ ان کی ملازمت خطرہ میں تھی، ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفیٰ دیتا ہوں''۔

''اپنے افسروں کے ماتحت نہایت تنگ تھے اور ان کی ترقی کے حارج تھے''۔ اس میں اشارہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ دیانتدار تھے اور کرپٹ (Currupt) افسروں کو جب تک پیسہ نہ ملے وہ اس کو اپنا حارج سمجھتے ہیں تو یہ ایک ضمنی بات ہے اس میں، میں نے ذکر کر دیا ہے ورنہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ ان کی ترقی کے حارج کیوں تھے۔ ''بلکہ ان کی ملازمت خطرہ میں تھی۔ ایک دفعہ انہوں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں استعفیٰ دیتا ہوں تا اس ہر روز کی تکلیف سے نجات پاؤں۔ میں نے ان کو منع کیا مگر وہ اس قدر ملازمت سے عاجز آ گئے تھے کہ انہوں نے بار بار نہایت عجز و انکسار سے عرض کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میری جان ایک بلا میں گرفتار ہے اور حد سے زیادہ اصرار کیا اور کہا کہ میرے لئے ترقیٔ عہدہ کی راہ بند ہے بلکہ ایسا نہ ہو کہ کسی ظالم کے ہاتھ سے فوق الطاقت مجھے ضرر پہنچ جائے۔ تب میں نے ان کو کہا کہ کچھ دن صبر کرو میں تمہارے لئے دعا کروں گا اور اگر پھر بھی مشکلات پیش آئیں تو پھر اختیار ہے۔ بعد اس کے جب میں نے جناب الٰہی میں ان کے لئے دعا کی اور حضرتِ عزّت سے ان کی کامیابی چاہی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بجائے اس کے کہ پہلی ملازمت بھی خطرہ میں تھی غیر مترقب طور پر ترقی ہو گئی''۔ یعنی توقع کے خلاف ان کی ترقی ہو گئی۔ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۴، ۳۷۵)۔

پھر فرماتے ہیں ''مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلّاہٹ ایسی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔ اور مَیں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ خدا کے فضل اور رحمت کو جو قبولیتِ دعا کی صورت میں آتا ہے مَیں نے اپنی طرف کھنچتے ہوئے محسوس کیا ہے بلکہ مَیں تو یہ کہوں گا کہ دیکھا ہے۔ ہاں آجکل کے زمانہ کے تاریک دماغ فلاسفر اس کو محسوس نہ کر سکیں یا نہ دیکھ سکیں تو یہ صداقت دنیا سے اُٹھ نہیں سکتی اور خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ مَیں قبولیتِ دعا کا نمونہ دکھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۹۰)

پھر فرماتے ہیں: ''صدقہ اور خیرات سے بلا دور ہو جاتی ہے۔ اگر صدقہ سے عذاب میں تاخیر نہیں ہو جاتی تو پھر سارے پیغمبر نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ یونس اور اس کی قوم کا قصہ پڑھو ۔ آتھم تو آخر مر ہی گیا تھا مگر یونس کی قوم توبہ کرنے سے بالکل بچ گئی۔ اگر وہ باوجود اس قدر گریہ وزاری اور خاموشی کے مر جاتا تو پھر اس میں اور لیکھرام میں کیا فرق ہوتا''۔ (ملفوظات جلد چہارم جدید ایڈیشن صفحہ ۲۷۴)۔ یہ سمجھ نہیں آئی ایک فقرہ ''یونس کی قوم توبہ کرنے سے بالکل بچ گئی۔ اگر وہ باوجود اس قدر گریہ وزاری اور خاموشی کے مر جاتا تو پھر اس میں اور لیکھرام میں کیا فرق ہوتا''۔ یہاں قوم مر جاتی یا لیکھرام مراد ہے۔ غالباً اشارہ اس طرف ہے کہ خدا کا رسول تھا جو گریہ وزاری کی وجہ سے بچ گیا۔ حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو شدید گریہ وزاری کا ذکر آتا ہے تو مراد یہ ہے کہ اگر وہ نہ ہوتی تو نہ بچ سکتا۔ ایک موقعہ پر آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ لیکھرام بھی مرتے ہوئے گریہ وزاری کرتا تو میری دعا سے بچ سکتا تھا۔

''جو کہتے ہیں کہ ہم پر کوئی ابتلا نہیں آیا وہ بد قسمت ہیں۔ وہ ناز و نعمت میں رہ کر بہائم کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کی زبان ہے مگر وہ حق بول نہیں سکتی۔ خدا کی حمد و ثنا اس پر جاری نہیں ہوتی بلکہ وہ صرف فسق و فجور کی باتیں کرنے کے لئے اور مزہ چکھنے کے واسطے ہے۔ ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ قدرت کا نظارہ نہیں دیکھ سکتیں بلکہ وہ بدکاری کے لئے ہیں۔ پھر ان کو خوشی اور راحت کہاں میسر آتی ہے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کو ہم و غم پہنچتا ہے وہ بد قسمت ہے۔ نہیں۔ خدا اس کو پیار کرتا ہے۔ جیسے مرہم لگانے سے پہلے چیرنا اور جراحی کا عمل ضروری ہے۔ غرض یہ انسانی فطرت میں ایک امر واقع شدہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ یہ ثابت کرتا ہے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے، اس میں کیا کیا بلائیں اور حوادث آتے ہیں۔ ابتلاؤں میں ہی دعاؤں کے عجیب و غریب خواص اور اثر ظاہر ہوتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے''۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۴۷)

پھر فرمایا: ''قرآن شریف کا منشا یہ ہے کہ جب عذاب سر پر آ پڑے پھر توبہ عذاب سے نہیں چھڑا سکتی۔ اس لئے اس سے پیشتر کہ عذابِ الٰہی آ کر توبہ کا دروازہ بند کر دے توبہ کرو۔ جبکہ دنیا کے قانون کا اس قدر ڈر پیدا ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے قانون سے نہ ڈریں۔ جب بلا سر پر آ پڑے تو اس کا مزہ چکھنا ہی پڑتا ہے۔ چاہئے کہ ہر شخص تہجد میں اٹھنے کی کوشش کرے اور پانچ وقت کی نمازوں میں بھی قنوت ملا دیں۔ ہر ایک خدا کو ناراض کرنے والی بات سے توبہ کریں۔ توبہ سے مراد یہ ہے کہ ان تمام بدکاریوں اور خدا کی نارضامندی کے باعثوں کو چھوڑ کر ایک سچی تبدیلی کریں اور آگے قدم رکھیں اور تقویٰ اختیار کریں اس میں بھی خدا کا رحم ہوتا ہے۔ عادات انسانی کو شائستہ کریں

،غضب نہ ہو، تواضع اور انکساری اس کی جگہ لے لے۔ اخلاق کی درستی کے ساتھ اپنے مقدور کے موافق صدقات کا دینا بھی اختیار کرو۔ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا یعنی خدا کی رضا کے لئے مسکینوں اور یتیموں اور اسیروں کو کھانا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خاص اللہ کی رضا کے لئے ہم دیتے ہیں اور اس دن سے بھی ہم ڈرتے ہیں جو نہایت ہی ہولناک ہے۔ قصہ مختصر دعا سے ، توبہ سے کام لو اور صدقات دیتے رہو تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے ساتھ تم سے معاملہ کرے"۔(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۳۵،۱۳۴)(چند منٹ کے اندر کوشش کرتا ہوں ختم کرنے کی ۔ پچھلے جمعہ پر بچ گئے تھے یہ اقتباسات اور اب پھر کافی ہو گئے ہیں مگر کوئی حرج نہیں اگر ایک دو منٹ نماز میں دیر بھی ہو گئی تو)۔

"وہ دعا جو معرفت کے بعد اور خدا کے فضل سے پیدا ہوتی ہے وہ اور رنگ اور کیفیت رکھتی ہے۔ وہ فنا کرنے والی چیز ہے، وہ گداز کرنے والی آگ ہے، وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے، وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ ایک تُند سَیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے۔ مبارک وہ قیدی جو دعا کرتے ہیں، تھکتے نہیں کیونکہ ایک دن رہائی پائیں گے۔ مبارک وہ اندھے جو دعاؤں میں سست نہیں ہوتے کیونکہ ایک دن دیکھنے لگیں گے۔ مبارک وہ جو قبروں میں پڑے ہوئے دعاؤں کے ساتھ خدا کی مدد چاہتے ہیں کیونکہ ایک دن قبروں سے باہر نکالے جائیں گے۔ مبارک تم جبکہ دعا کرنے میں کبھی ماندہ نہیں ہوتے اور تمہاری روح دعا کے لئے پگھلتی اور تمہاری آنکھ آنسو بہاتی ہے اور تمہارے سینہ میں ایک آگ پیدا کر دیتی ہے اور تمہیں تنہائی کا ذوق اٹھانے کے لئے اندھیری کوٹھڑیوں اور سنسان جنگلوں میں لے جاتی ہے اور تمہیں بیتاب اور دیوانہ اور از خود رفتہ بنا دیتی ہے کیونکہ آخر تم پر فضل کیا جاوے گا۔ وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے۔ پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا۔ دنیا کے شور و غوغا سے الگ ہو جاؤ اور نفسانی جھگڑوں کو دین کا رنگ مت دو۔ خدا کے لئے ہار اختیار کرو اور شکست کو قبول کر لو تا بڑی بڑی فتحوں کے تم وارث بن جاؤ۔ دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے"۔

اب یہ پاک تبدیلی ہی ہے شرط اصل میں جتنی سچی بھی دعا ہو گی اتنی ہی پاک تبدیلی انسان میں پیدا کرے گی۔ "پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں"۔ اب ساتھ ہی یہ فرمادیا خدا کی صفات تبدیل نہیں ہوتیں۔ "مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اس کی ایک الگ تجلی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے تب اس خاص تجلی کی شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشت خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانۂ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔ وہ خدا کے حضور میں کھڑی بھی ہوتی ہے اور رکوع بھی کرتی ہے اور سجدہ بھی کرتی ہے اور اسی کی ظِلّ وہ نماز ہے جو اسلام نے سکھائی ہے"۔(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۲۲،۲۲۴)۔

ان اقتباسات میں سے آخری اقتباس یہ ہے۔ "اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستبازوں اور موحّد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفی ﷺ کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین۔

اے میرے قادر خدا مجھے یہ تبدیلی دنیا میں دکھا اور میری دعائیں قبول کر جو ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ اے قادر خدا ایسا ہی کر"۔(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۴)۔ یہاں 'جو' سے مراد صرف اتنی ہے کہ بوجہ اس کے کہ ہر یک طاقت اور قوت تجھ کو ہے۔ "اے قادر خدا ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین"۔ ☆......☆......☆

بقیہ: لقاء مع العرب از صفحہ ۱۳

طرف توجہ دلاتی ہے کہ مرنے سے قبل سیدھے راستے کو اختیار کرو تا کہ تم خدا تعالیٰ کی رحمت کے سائبان تلے آ سکو۔ اس طریق پر قرآن کریم درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے اپنے پیغام کو پہنچاتا ہے جو نہ تو گناہوں کے ارتکاب پر جرأت دلاتا ہے اور نہ ہی خدا تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرتا ہے۔ قرآنی تعلیم میں بہترین توازن ہے اور یہ اس کے کامل ہونے کا ثبوت ہے۔

اس امر میں کچھ شک نہیں کہ بخشش کا انحصار کلیۃً خدا تعالیٰ کی مرضی پر ہے لیکن خدا تعالیٰ کی مرضی میں ہمیشہ کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ بعض کو بخش دینے اور بعض کو سزا دینے میں جو الٰہی حکمتیں ہیں وہ قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں۔ نیز استعارات اور تمثیلات کی صورت میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر بیان فرمائی ہیں۔

قرآن کریم ایسے لوگوں کے بارہ میں ذکر فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ سے بخشش کے طلبگار ہوتے ہیں اور قبل اس کے کہ گناہ ان کو اپنی گرفت میں پوری طرح جکڑ لیں وہ اپنے اعمال درست کر لیتے ہیں۔ اس حال میں جب ان کو موت آتی ہے تو بخشش کی امید رکھی جا سکتی ہے اور آنحضرت ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ غرغرے سے پہلے بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ کسی شخص نے بے شک ساری عمر گناہ کئے ہوں لیکن موت کے آنے سے قبل بھی اگر گناہوں سے توبہ کر لی ہو تو خدا تعالیٰ سے بخشش کی امید رکھی جا سکتی ہے۔

آنحضرت ﷺ نے اس حکمت کو ایک اور رنگ میں بیان فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنے آپ پر بہت زیادتی کی۔ ساری زندگی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہا اور آخر دم تک خدا سے بخشش کا طلب گار نہ ہوا۔ بظاہر اس کے بخشے جانے کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن اس شخص کی موت ایک انوکھے طریق پر تھی۔ جب وہ مرنے لگا تو اس نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا، پھر میرے جلے ہوئے جسم کو باریک پیس لینا اور میری اس راکھ کو سمندری فضا کی ہوا میں اڑا دینا۔ خدا کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اگر میں اپنے خدا کے ہاتھ آ گیا تو میرے گناہوں کی وجہ سے وہ مجھے ایسی سزا دے گا جس کی مثال نہیں مل سکے گی۔

حضورؐ نے فرمایا چنانچہ اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ لیکن خدا نے زمین کو حکم دیا کہ جہاں جہاں اس شخص کی راکھ کے ذرے گرے ہیں وہ سب اکٹھے کر کے اسے دوبارہ وجود میں ڈھالو۔ چنانچہ وہ شخص پورے جسم کے ساتھ خدا کے حضور لرزاں ترساں آ حاضر ہوا۔ خدا نے اس سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا "اے میرے خدا! تیری خشیت اور تیرے خوف نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا"۔ خدا تعالیٰ کو اس کا یہ احساس ندامت اور خوف پسند آیا اور اسے بخش دیا۔

پس بعض اوقات لوگوں کا خوفِ خدا ان کے گناہوں کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ وہ بظاہر شرمندہ نہیں ہوتے دیکھنے والوں کو ان میں توبہ و استغفار کا کوئی نشان نظر نہیں آتا لیکن خدا تعالیٰ جو دلوں کے بھید پر نظر رکھتا ہے وہ ان کے مخفی خوف کو جانتا ہے۔ وہ لوگ گناہوں کے چنگل میں ایسے پھنس چکے ہوتے ہیں کہ ان سے رہائی ناممکن ہو جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ کے عذاب کا خوف ان کے دلوں میں موجود رہتا ہے۔

پس خدا تعالیٰ جو بھی فیصلہ فرماتا ہے اس کے پیچھے اس کی حکمتیں پوشیدہ ہوتی ہیں جنہیں صرف وہی جانتا ہے۔ بعض اوقات خدا تعالیٰ کا خوف ہی کسی کی جان بخشی کا سبب بن جاتا ہے لیکن ہم نہیں جانتے۔ اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔

قرآن کریم ہمیں خدا تعالیٰ کی بخشش اور اس کی رحمت کے اصول کو مدنظر رکھنے کے لئے خبردار کرتا ہے۔ فرماتا ہے:

"وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ"

(البقرہ: ۱۳۳)

موت کے آ جانے تک بھی تمہارے پاس توبہ و استغفار کا وقت ہے۔ اور اس بات کا خیال رکھو کہ موت تمہیں مسلمان ہونے کی حالت میں آنی چاہئے تب تم محفوظ رہو گے۔ لیکن اس آیت کی خوبصورتی یہ ہے کہ کوئی نہیں جانتا کہ موت کس وقت اُس پر آ دھمکے۔ اگر کوئی اس خطرے کو مسلسل اختیار کئے رکھے اور خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کرتا رہے اس انتظار میں کہ جب موت آئے گی تو توبہ کر لوں گا تو موت کے وقت کا تو کسی کو کچھ علم نہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ تمام باتیں بڑی عمدگی اور وضاحت کے ساتھ قرآن کریم میں بیان کی ہیں اور پھر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ ان کی تائید و توثیق اور تشریح فرمائی ہے۔ ☆......☆......☆


**خوشخبری برائے جرمن خریدار**

(صرف جرمنی کے لئے)

جاپان سے درآمد شدہ بہترین اور گرم اور سردیوں کے لئے بہترین تحفہ۔

جاپانی ڈبل بیڈ کمبل (2X2.40)

نہایت سستے اور ارزاں نرخوں پر محدود سٹاک۔ فوری فروخت کے لئے حاضر سٹاک۔ تھوک و پرچون قیمت پر دستیاب ہے۔ قیمت فی عدد DM 64-00۔ احمدی احباب کے لئے خاص رعائتی نرخوں پر دستیاب ہے۔

فون برائے رابطہ۔ زاہد اینڈ برادرز

06443-77063 —— 06443-412



**ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری**

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ۔ یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ (مینیجر)

# غزل - اردو شاعری کی ایک اہم صنف

(امتہ القدوس)

اگر یہ سوال کیا جائے کہ غزل کی تعریف کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔ جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ ہر شعر کا دوسرا مصرعہ ہم قافیہ و ردیف ہوتا ہے۔ عام طور سے غزل کا ہر شعر اپنے موضوع کے لحاظ سے دوسرے سے علیحدہ ہوتا ہے (ویسے مسلسل غزلیں بھی لکھی گئی ہیں)۔ غزل کا آخری شعر مقطع ہوتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص لاتا ہے لیکن یہ باتیں شعر کی فارم یا ہیئت سے تعلق رکھتی ہیں اس کے مزاج اور روح کو ان کے ذریعے سمجھا نہیں جاسکتا۔

ہماری شاعری میں غزل غنائیہ شاعری کا نمونہ ہے لیکن اس کی ترکیب میں اس کے علاوہ اور بھی عناصر شامل ہیں۔ لغت نویسوں نے غزل کے معنی "بازی کردن از جوانی و حدیثِ محبت و عشقِ زناں" بتائے ہیں۔ اگر ہم کچھ دیر کے لئے غزل کو انہی معانی کا پابند بنالیں تو بھی اس کے مزاج کا اندازہ لگانے میں کچھ نہ کچھ مدد مل سکتی ہے۔

"بازی کردن از جوانی" سے ظاہر ہے کہ جذبات کی شدت اس میں ایک بنیادی عنصر ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی لکھتے ہیں کہ "نازک ادا محبوبوں اور معشوقوں کی حدیثِ محبت و عشق میں بھی نازک ادائی اور عشق کی گرمی شامل ہو جاتی ہے اور اس طرح غزل کے عناصر واضح اور متعین ہو جاتے ہیں۔ غنائیت، شدت جذبات، نزاکت ادا اور سوزوگداز، انہیں چار عناصر سے غزل کا خمیر اٹھتا ہے .......... حدیثِ دیگراں، اپنی حدیث اور غم دوراں اپنا غم بن کر سامنے آتا ہے لیکن غزل کا غمِ جاناں دراصل سارے غمِ دوراں کی جھلک ہے۔

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ملا اسے غمِ جاناں بنا دیا

محض شاعرانہ بات نہیں، ایک حقیقت کا اعتراف اور ایک مزاج کا اظہار کہئے؟

"بازی کردن از جوانی" کے علاوہ غزل کے دوسرے لغوی معانی "بُننا" اور "کاتنا" بھی ہیں۔ غزل کے بارے میں شمس قیس رازی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہرن کے پیچھے جب شکاری کتے بھاگتے ہیں اور بھاگتے بھاگتے جب ہرن عاجز آجاتا ہے تو اس وقت اس کے حلق سے جو دلدوز چیخ نکلتی ہے اسے غزل کہا جاتا ہے۔ انہیں لغوی معانی کو سامنے رکھ کر کوئی غزل کی زبان پر زور دیتا ہے، کوئی موضوعات پر اور کوئی سوزوگداز پر۔ حقیقت یہ ہے کہ غزل کے مزاج کو صحیح طور سے سمجھنے کے لئے فارسی غزل کا ایک سرسری سا جائزہ لینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سالہا سال کے تجربہ سے جو چیزیں فارسی غزل میں داخل ہوئی ہیں وہی غزل کا مزاج بن گئی ہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے لیکن یہ چیز یاد رکھنے کی ہے کہ یہ جنس خاص ایران کی پیداوار ہے۔

ویسے قصیدے کی صورت میں اس کا وجود عرب میں مل جاتا ہے لیکن مستقل شکل غزل کو ایران نے ہی عطا کی۔ عرب میں بعض اوقات قصیدے کی تشبیب میں غزل کے مضامین بیان کئے جاتے تھے۔ ایران میں بھی عربوں کے زیر اثر ایک عرصے تک قصیدے کا رواج رہا۔ فارسی غزل کا باقاعدہ آغاز سامانی دور سے ہوتا ہے۔ اس دور کی شاعری کو خراسانی دبستان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ خراسانی دبستان کی غزل گوئی کی خصوصیت جذبات سادہ کا اظہار ہے۔ اس وقت غزل چونکہ جذباتی موضوعات تک محدود تھی اس لئے اس کی زبان بھی جذباتی ہے۔ یہیں سے فارسی غزل کی بنیاد پڑتی ہے اور اس وقت سے یہ روایت قائم ہوگئی کہ غزل کے لئے موضوع خواہ کسی قسم کا منتخب کیا جائے لیکن اس کی زبان اور فضاء عشقیہ اور جذباتی ہی ہونی چاہئے۔

غزل کی ترقی کا زمانہ تصوف کا زمانہ ہے۔ تصوف کی ابتداء اگرچہ تیسری صدی کے آغاز سے ہوتی ہے لیکن پانچویں صدی میں اسے عروج حاصل ہوا اور یہی غزل کی ترقی کا پہلا دور ہے۔ دبستان عراق کے غزل گو شعراء میں پہلا نام حکیم سنائی کا اور آخری نام مولانا روم کا ہے۔ حکیم سنائی نے غزل کو بہت ترقی دی۔ تخلص کا رواج غزل کے مقطع میں سب سے پہلے ان کے ہاں ہی پایا جاتا ہے۔ وارداتِ حقیقت کو مجاز کی زبان سے ادا کرنا ان سے ہی شروع ہوتا ہے۔ عرفان اور رندی کی آمیزش کے قدیم ترین نمونے ان کے کلام میں ملتے ہیں۔ اوحدی مراغی نے غزل کو جذبات سے لبریز کر دیا اور اس کے ساتھ زبان کی روانی، سلاست، صفائی اور نزاکت بھی پیدا کی۔ اس دور کا شاندار کارنامہ مولانا روم کا ہے۔ ان کے کلام میں والہانہ مستی پائی جاتی ہے۔ یہ لوگ باعمل صوفی تھے جو واردات قلبی پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے۔ لیکن اس دور کی غزل محض مجازی عشق کے اظہار کا وسیلہ ہی نہ رہی تھی۔ اب گل و بلبل کے پیمانے میں مسائل تصوف بھی بیان ہونے لگے تھے، یہیں سے غزل میں علامتوں کا استعمال شروع ہوتا ہے۔

منگولوں کے بعد جو دور آتا ہے اسے شیرازی دبستان کہا جاتا ہے۔ اس زمانہ میں ایران میں سیاسی ابتری پھیل گئی اور یہ خیال عام ہوگیا کہ زندگی بسر کرنے کی چیز نہیں ہے۔ حالات کے زیر اثر غزل میں بھی ایک المیہ فضا پیدا ہوگئی۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کی غزل میں سوزوگداز کا عنصر نمایاں ہے۔ اس مرحلہ پر تصوف کو اور زیادہ ترقی ہوئی۔ غزل کی عشقیہ زبان جو ابتداء میں ہی بن چکی تھی اسے قائم رکھتے ہوئے تصوف کو زیادہ وسعت دی گئی۔ اس وقت شعر و شاعری سے دلچسپی لینے والا دو قسم کا طبقہ تھا۔ ایک وہ جو عیش و عشرت کا دلدادہ تھا، دوسرے وہ جو تصوف کا حامی تھا۔ اس لئے ایسی شاعری نے جنم لیا جس میں دونوں قسم کے جذبات کی ترجمانی تھی کہ ہر شخص اپنے مزاج کے مطابق لطف لے سکے۔ اس لئے بعض اصطلاحات سے کام لیا گیا۔ ان اصطلاحات نے غزل میں جان ڈال دی۔ سعدی اور حافظ اس دور کے نمائندہ شاعر ہیں۔ حافظ نے غزل کو بہت ترقی دی۔ انہوں نے غزل میں اخلاق، فلسفہ، پند و موعظت، سیاست غرض ہر قسم کے مضامین بیان کئے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی غزل کی خاص زبان اور اس کے لئے جو شیرینی، رعنائی اور رنگینی درکار ہے اسے قائم رکھا۔ ہر قسم کے دقیق خیالات ان کی غزل میں آکر رنگین بن جاتے ہیں۔ بقول عرفی۔

دردِ دل ما غمِ دنیا، غمِ معشوق شود
بادہ گر خام بود پختہ کند شیشۂ ما

فارسی غزل کے ان ادوار کو سامنے رکھ کر غزل کے اجزاء کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

۱...... غزل کا بنیادی موضوع عشق و عاشقی کے جذبات ہیں۔

۲...... یہ ایک داخلی صنف سخن ہے، اس میں واردات قلبی کا بیان ضروری ہے۔

۳...... اس کی زبان سادہ اور صاف، نرم، شیریں اور شگفتہ ہونی چاہئے۔

۴...... سوزوگداز غزل کے بنیادی عناصر میں سے ہے۔

۵...... دوسرے موضوعات بھی غزل کی زبان میں بیان کئے جاسکتے ہیں۔

۶...... علامات اور اصطلاحات کا استعمال غزل کی زبان کا لازمی جزو ہے۔

فارسی کے زیر اثر غزل اردو میں داخل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ فارسی غزل کی یہ روایات اردو غزل میں رواج پذیر ہوتی ہیں۔ غزل ہماری شاعری کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔ اسی لئے رشید احمد صدیقی نے اسے اردو شاعری کی آبرو کہا ہے۔ ان کے خیال میں غزل ہماری تہذیب اور تہذیب ہماری غزل میں ڈھلی ہے۔ اگر امیر خسرو سے شروع کیا جائے تو غزل کی روایت تقریباً چھ سو سال پرانی ہے اور ہر دور کی تہذیب کی جھلکیاں ہماری غزل میں نظر آتی ہیں۔ اردو شاعری کے متعلق جوش صاحب کا یہ کہنا ہے کہ ؎

رنگ و بو آب و نمک نور و ضیا کچھ بھی نہیں
چند نرم و گرم غزلوں کے سوا کچھ بھی نہیں

مخفی تعصب کی بنا پر ہے۔

ہندوستان میں غزل نے وہ مرتبہ حاصل کیا جو کم ہی کسی اور صنف کو حاصل ہوا ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ہندوستان کا ماحول غزل کے لئے بہت سازگار رہا ہے۔ بقول ڈاکٹر عبادت بریلوی غزل ہمارے مخصوص ماحول کی پیداوار ہے اور ہمارا مخصوص ماحول غزل کی پیداوار۔

## غزل کی خصوصیات

جہاں تک غزل کی خصوصیات کا تعلق ہے جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہیئت کے اعتبار سے غزل کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ہر شعر بجائے خود ایک مکمل نظم ہوتا ہے۔ جو خیال ایک پوری نظم میں آتا ہے وہ غزل کے ایک شعر میں ادا ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا ہر شعر ایک علیحدہ موضوع رکھتا ہے۔ اسی بناء پر اس پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا رہا ہے کہ غزل کے اشعار میں کوئی ربط اور ہم آہنگی نہیں ہوتی۔ لیکن یہ سمجھنا ایک بڑی غلطی ہے۔ یہ اگرچہ صحیح ہے کہ غزل کا ہر شعر ایک علیحدہ موضوع رکھتا ہے لیکن ان میں ایک تحت الشعوری ربط ہوتا ہے۔ ایک غزل اپنے مختلف موضوعات کے باوجود ہمارے ذہنوں میں ایک ہی قسم کا تاثر چھوڑتی ہے۔ تسلسلِ خیالات کے نتیجہ میں ایک خیال دوسرے خیال کو پیدا کرتا چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات یہ ربط شعوری ہوتا ہے جو واضح طور پر محسوس ہو جاتا ہے لیکن کبھی کبھی یہ تحت الشعوری ربط ہوتا ہے جو صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ موجودہ غزل میں تو شعوری ہم آہنگی عام ہو گئی ہے۔ غزل کے اشعار اگرچہ اب بھی مختلف ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک ہی بنیادی جذبہ، ایک ہی احساس اور ایک ہی کیفیت ملتی ہے۔ مثلاً یہ غزل دیکھئے:

آتے کبھی نہ اپنے گلستاں کو چھوڑ کر
ہم اک حسیں بہار کے دھوکے میں آگئے
ہر داستاں نے ہم کو سنایا مآلِ شوق
پھر تمہارے پیار کے دھوکے میں آگئے
ہنس ہنس کے ناخدا نے سفینہ ڈبو دیا
ہم حسنِ اعتبار کے دھوکے میں آگئے
منزل نہیں سراب ہے اے رہروو کہ تم
رہبر کے اقتدار کے دھوکے میں آگئے
دستور قیصری کے نتائج کے باوجود
ہم لطفِ شہریار کے دھوکے میں آگئے

اس ساری غزل میں ایک ہی جذبہ کارفرما ہے۔ ایک ہی احساس کی ترجمانی ہے۔ اگر غزل کے اس شعوری ربط اور ہم آہنگی کو نظرانداز بھی کر دیا جائے تو بھی یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ غزل کے اشعار کا تنوع اور رنگارنگی ہی دراصل اس کے حسن اور اس کی مقبولیت کا باعث رہی ہے۔

غزل کی ہیئت کی دوسری خصوصیت قافیہ اور ردیف کی پابندی ہے۔ اس خصوصیت پر بھی اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ قافیہ اور ردیف اظہار جذبات کے راستے میں رکاوٹ بنتے ہیں اس لئے ان کے استعمال کو متروک قرار دینا چاہئے لیکن یاد رہے کہ غزل ایک غنائیہ صنفِ سخن ہے اور قافیہ و ردیف اس کے ترنم اور موسیقیت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ دوسرے غزل میں یہ صرف خارجی تسلسل اور آہنگ ہی پیدا نہیں کرتے بلکہ داخلی اور معنوی آہنگ بھی پیدا کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ مثلاً یہی غزل کہ ؎

آتے کبھی نہ اپنے گلستاں کو چھوڑ کر
ہم اک حسیں بہار کے دھوکے میں آگئے

اس بات کی غماز ہے۔ کوئی اچھا شاعر کبھی یہ نہیں کرتا کہ پہلے قافیوں کا انتخاب کرے اور پھر غزل کہے بلکہ غزل کہتے ہوئے قافیے خود بخود اس کے ذہن میں آتے چلے جاتے ہیں۔

غزل کے مزاج کی ایک خصوصیت اس کی داخلیت ہے۔ غزل کو اندر کی دنیا کے تجربات کو بیان کرتی ہے، انسانی دل کے جذبات واحساسات کی ترجمانی غزل کا کام ہے۔ غزل کو سطحی نظر سے دیکھنے والوں کی طرف سے غزل پر یہ اعتراض بھی کیا جاتا ہے کہ یہ صنف اپنے ماحول سے بالکل بیگانہ محض داخلی جذبات و واردات کی ترجمانی کرتی ہے اس میں زندگی کی ترجمانی اور تنقید حیات کے عناصر نہیں ملتے۔ لیکن یہ نظریہ حقیقت پر مبنی نہیں۔ گو یہ صحیح ہے کہ غزل خارجیت کی متحمل نہیں ہو سکتی لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ غزل گو اپنے خارجی ماحول سے کوئی علاقہ نہیں رکھتا۔ یہ ضرور ہے کہ شاعر خارجی اشیاء کو جس طرح دیکھتا ہے سائنس کے فارمولے کی طرح من وعن اسی طرح بیان نہیں کر دیتا، وہ خارج کے مشاہدے کو اپنے احساسات و جذبات میں سمو کر اس طرح پیش کرتا ہے کہ یہ تجربہ اس کی شخصیت کا جزو بن جاتا ہے۔

غزل کے لئے سوز و گداز کو بھی ضروری قرار دیا گیا ہے اور کسی حد تک یہ اس کے لئے ہے بھی ضروری۔ احساس کی شدت غزل میں چھوٹی چھوٹی باتوں کو گہرے تاثرات کے ساتھ پیش کرتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سوز و گداز کے عناصر غزل میں اپنی جگہ بنا لیتے ہیں لیکن غزل کا یہ سوز و گداز غیر فطری معلوم نہیں ہوتا کیونکہ خود انسانی زندگی میں درد کی کمی نہیں۔ غزل کا سوز و گداز انسانیت کا سوز و گداز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ فطرت سے ہم آہنگ ہے"۔ شاعر کا غم ایک عام انسان کی طرح انفرادی نہیں رہتا وہ اجتماعی غم بن جاتا ہے۔ بقول جگر:

میں صرف اسی نہ کہہ دوں جو ہے فرق تجھ میں مجھ میں
ترا درد، درد تنہا۔ مرا غم، غم زمانہ

غزل کی یہ خصوصیت غزل کو پر تاثیر بناتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا
کہ نہ ہنسے میں رو دیا ہوگا

میری قسمت میں غم گر اتنا تھا
دل بھی یارب کئی دیے ہوتے

ہوئی عید سب نے پہنے طرب و خوشی کے جامے
نہ ہوا کہ ہم بھی بدلیں یہ لباس سوگواراں

گرمیٔ تلخیٔ ایام سے جل جاتے ہیں سدا
ہم چراغوں کی طرح شام سے جل جاتے ہیں

بھنور سے بچ نکلنا تو کوئی مشکل نہیں لیکن
سفینے عین دریا کے کنارے ڈوب جاتے ہیں

نفس نفس میں فغاں ہے نظر نظر میں ہراس
کچھ اور دن یہی حالت رہی تو کیا ہوگا

ترے جلوں میں بھی دل کانپ کانپ اٹھتا ہے
مرے مزاج کو آسودگی بھی راس نہیں

اسی رستے میں آخر وہ کڑی منزل بھی آئے گی
جہاں دم توڑ دے گی یاد یاراں ہم نہ کہتے تھے

غزل کے اشعار کی یہ نشتریت غزل کو پر تاثیر بناتی ہے۔ اگر غزل میں درد کی یہ لہر نہ پائی جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ اس میں کسی چیز کی کمی رہ گئی ہے۔ غم کے نغمے انسان کے دل پر زیادہ اثر کرتے ہیں۔ شعراء نے اپنے حالات کی وجہ سے غزل میں سوز و گداز کے عنصر کو داخل کیا اور رفتہ رفتہ یہ چیز غزل کے مزاج کا ایک حصہ بن کر رہ گئی۔

## غزل کی مصنوعات

جہاں تک غزل کے موضوعات کا تعلق ہے اسے اوّل اوّل عشقیہ جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا گیا تھا۔ ڈاکٹر یوسف حسین کہتے ہیں:

"اس کا اصل موضوع ہمیشہ عشق مجازی ہی رہا ہے۔ غزل گو شاعر کے نزدیک عشق پوری زندگی پر حاوی ہے۔ زندگی نام ہے علائق کا جہاں تعلق ہوگا وہاں جذبہ ہوگا اور جہاں جذبہ ہوگا وہاں تعلق ہوگا"۔

اس نظریے کو جگر مراد آبادی اپنے ایک شعر میں بیان کرتے ہیں:

رہائی ہو نہیں سکتی کبھی قید تعلق سے
جو اک زنجیر ٹوٹی دوسری زنجیر دیکھیں گے

انسانی زندگی سے عشق کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ بقول مولانا شبلی نعمانی:

"عشق و محبت انسان کا خمیر ہے اس لئے جہاں انسان ہے وہاں عشق ہے اور چونکہ کوئی قوم شاعری سے خالی نہیں اس لئے کوئی قوم عشقیہ شاعری سے خالی نہیں"۔

اردو اور فارسی میں اسی عشقیہ اور غنائیہ شاعری کو غزل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا غزل ہمارے جذباتی تقاضوں کو ہی پورا کرتی ہے یا ذہنی اور فکری تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی مدد دیتی ہے۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی کہتے ہیں:

"صنف غزل نے ہر دور میں ہمارے جذباتی تقاضوں کو پورا کیا ہے لیکن ذہنی اور فکری تقاضوں کو پورا کرنے میں بھی وہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہی بلکہ عظمت اور گہرائی کا وجود تو اس میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب اس کے ہاتھوں ذہنی اور فکری تقاضے پورے ہوتے ہیں"۔

غزل صرف معاملاتِ حسن و عشق یا فلسفہ عشق تک ہی محدود نہیں۔ اس کے علاوہ غزل کے اور بھی موضوع ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے تصوف کا نام لیا جا سکتا ہے۔ تصوف نے غزل میں مضامین کا تنوع پیدا کیا اور اسے گہرائی اور سنجیدگی عطا کی۔ تصوف نے غزل کو اس کی اہمیت سے آشنا کیا۔ فارسی شاعری میں اور پھر دتی سے لے کر اب تک تصوف کی ایک عظیم روایت ملتی ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں:

کہا میں نے کتنا ہے گل کا ثبات
کلی نے یہ سن کے تبسم کیا

ہر ذرۂ عالم میں ہے خورشید حقیقی
یوں بوجھ کے بلبل ہوں میں ہر غنچہ دہاں کا

چلی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

درد کچھ معلوم ہے یہ لوگ سب
کس طرف سے آئے تھے کدھر چلے

قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسدؔ
عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

تعمیر آشیاں کی ہوس کا ہے نام برق
جب ہم نے کوئی شاخ چنی شاخ جل گئی

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موجِ حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے

کثرت میں بھی وحدت کا تماشا نظر آیا
جس رنگ میں دیکھا تجھے یکتا نظر آیا

یہ اور اس قسم کے سینکڑوں اشعار ہیں جو نہ صرف ہمارے جذبات کو متاثر کرتے ہیں بلکہ ہمارے ذہن کو بھی سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

کلیم الدین احمد کا ایک اعتراض غزل پر یہ ہے کہ غزل محض حسن و عشق کی ترجمانی تک محدود ہے اور اگر تخیل نے پر پرواز پھیلائے تو تصوف کو بھی غزل میں داخل کر لیا گیا اور بس ——! لیکن یہ اعتراض حقیقت پر مبنی نہیں۔ حسن و عشق اور تصوف کے علاوہ بھی غزل میں بکثرت مضامین نظم ہوتے رہے ہیں۔ اخلاقی اور فلسفیانہ مضامین بھی غزل میں آتے رہے ہیں۔ اس نے ہمیشہ ہمارے سیاسی اور سماجی حالات کی ترجمانی کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ رمز و کنائے کے پیرائے میں اچھی غزل ہمیشہ اپنے اپنے دور کی عکاسی کرتی رہی ہے۔ میر کی غزلیں پڑھ کر دلی کی تباہی اور بربادی کا نقشہ نگاہوں کے سامنے آ جاتا ہے۔ لکھنوی شعراء کے کلام میں عیش و عشرت کی وہ فضا پائی جاتی ہے جو اس زمانے کے لکھنؤ کی عام فضا تھی۔ ۱۸۵۷ء میں جو غزلیں لکھی گئیں وہ اس دور کے سیاسی انتشار کو ظاہر کرتی ہیں۔ ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں اور ذہنی بے چینی کی جھلکیاں اس زمانے کی غزلیات میں نظر آتی ہیں۔

غرض کہ غزل گو کبھی اپنے ماحول سے بیگانہ نہیں ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ تفصیل کے بجائے وہ رمز و کنایہ سے کام لیتا ہے اور یہ خارجی تجربے غزل کی حدود سے باہر نہیں جانے پاتے۔ دیکھئے:

تہاں کہ کُحلِ جواہر تھی خاک پا جن کی
انہیں کی آنکھوں میں پھرتی سلائیاں دیکھیں
میر

اُجڑے ہوئے نگر کو دیکھوں ہوں تو کیوں ہوں
اب پھر بسے گی بستی ایسی اجاڑ کیونکر
درد

صحبتِ گُل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی
آج کل سارے چمن کی ہے فضا بگڑی ہوئی
بہادر شاہ ظفر

بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل، کبھی ایسی تو نہ تھی
بہادر شاہ ظفر

جس کی قفس میں آنکھ کھلی ہو مری طرح
اس کے لئے چمن کی خزاں کیا بہار کیا
چکبست

زندگی کیا ہے آج سے اے دوست
سوچ لیں اور اُداس ہو جائیں
فراق

جہل خرد نے دن یہ دکھائے
گھٹ گئے انساں بڑھ گئے سائے
جگر

پھر بھیانک تیرگی میں آ گئے
ہم گجر بجنے سے دھوکا کھا گئے
احمد ندیم قاسمی

مرا الحاد تو خیر ایک لعنت تھا سو ہے اب بھی
مگر اس عالمِ وحشت میں ایمانوں پہ کیا گزری
ساحر لدھیانوی

غرض کہاں تک مثالیں دی جائیں۔ ہر دور کے غزل گو شعراء نے اپنے دور کی ترجمانی کی ہے۔ حسن و عشق کے متعلق جو اصطلاحیں ملتی ہیں وہ بطور استعارہ استعمال ہوئی ہیں۔ ایک مدت کے تجربے کے بعد غزل کا ایک خاص سانچا، ایک خاص زبان بن گئی ہے۔ اور غزل گو حسن و عشق کی انہی اصطلاحوں کے ذریعہ ہر قسم کے مضامین بیان کر دیتا ہے۔ غزل ہمیشہ ہماری زندگی کی آئینہ دار رہی ہے۔ اس میں ارتقائی صلاحیتیں ہیں۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی فرماتے ہیں:

"حالی کی کڑی تنقید اور کلیم الدین احمد کی مایوسی کے باوجود یہ "نیم وحشی صنفِ سخن" ابھی تک زندہ ہے اور اس میں زندہ رہنے کے آثار ہیں۔ شدید قسم کی داخلیت اور رمزیت کے باوجود غزل کی ہمہ گیری کا مقابلہ آج بھی کوئی دوسری صنف نہیں کر سکتی۔ غزل کی سخت جانی کا خاصا امتحان ہو چکا ہے لیکن اس کے بعد غزل کا شعلہ بجھنے کے بجائے کچھ اور روشن نظر آتا ہے۔ اس کا تعلق زندگی کی ان حقیقتوں سے ہے جو لازوال ہیں اور اس کا اندازِ بیان ایسی وسعت اور ہمہ گیری رکھتا ہے جو ابدیت سے ہمکنار ہے"۔

**(بشکریہ ماہنامہ مصباح۔ دسمبر ۱۹۹۷ء)**

# لِقَاءُ مَعَ الْعَرَبْ

(۳۰ مارچ ۱۹۹۵ء)

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش کرنے کی** سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو / ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ (ادارہ)

**سوال:** گزشتہ مجلس میں ہم دوزخ پرمامور ۱۹ داروغوں سے متعلق بات کررہے تھے اور حضرت امیرالمومنین نے ذکر کیا تھاکہ خلیفہ راشد نامی شخص نے اس انیس کے عدد سے متعلق کس طرح غلط پروپیگنڈا کرکے عوام الناس کو بہکانے کی کوشش کی تھی۔ سوال یہ ہے کہ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ محض ایک عدد کے طور پر بیان ہے یا اس میں کچھ حکمت ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: "ہاں یقیناً اس میں اور بھی بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ انیس (۱۹) کا لفظ انسان کی مختلف صلاحیتوں اور حواس سے سرزد ہونے والے اعمال سے تعلق رکھتاہے جس طرح کہ ہم نے دوزخ کے سات دروازوں کا سات حواس کے ساتھ تعلق بیان کیا تھا۔ انیس (۱۹) بنیادی حسّیں ہیں جو انسان کے اندر سے اسے بدی اور گناہ پر اکسانے کے لئے اٹھتی ہیں جو اسے دوزخ کی طرف لے جائیں گی اور انسان کے اندر سے اٹھنے والی بدی کی ہر آواز کے حساب کتاب کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہے۔ بے شک کہ نیکی اور بدی کا حساب رکھنے کے لئے صرف دو فرشتوں کا ذکر ملتاہے۔ ایک دائیں کندھے پر اور دوسرا بائیں کندھے پر۔ لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ واقعۃً دو فرشتے ان کندھوں پر براجمان ہیں۔ مطلب صرف یہ ہے کہ ایک اعمال صالحہ کا حساب رکھنے کے لئے اور دوسرا بداعمال کا ریکارڈ رکھنے کے لئے مقرر ہے۔ انسان کے اندر سے بدی پر انگیخت کرنے والی آوازوں کو انیس (۱۹) مختلف درجوں میں تقسیم کیا گیاہے۔ فی الحال میں اس بارہ میں معین نہیں بتا سکتا لیکن اگر آپ کو اس میں دلچسپی ہے تو آئندہ کسی وقت تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالوں گا۔ مجھے یاد پڑتاہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی تحریرات میں کسی جگہ انیس (۱۹) کی حکمت بیان فرمائی ہے جو انشاء اللہ میں تلاش کرکے پیش کروں گا لیکن ایک زاویہ سے میں اس انیس (۱۹) کے عدد کی حکمت پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے کی صدی ضلالت و گمراہی اور جرائم کی انتہاء کو پہنچی ہوئی صدی تھی۔ میں لیلۃ القدر کو اس پر چسپاں کرتا ہوں اس لحاظ سے کہ وہ رات جو ہر قسم کے جرائم، گناہوں اور گمراہیوں کی تاریکیوں کی آماجگاہ بن چکی تھی وہ لیلہ گناہوں اور ضلالتوں سے نجات بخشنے کی رات بھی بن گئی۔ اس رات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اپنی شریعت کا کبھی نہ غروب ہونے والا دن لائے۔ پس اس دن سے پہلے کی رات درحقیقت دو باتوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ ایک وہ رات ضلالت و گمراہی کی اتھاہ تاریکی لئے ہوئے تھی جبکہ دوسری طرف وہی رات نئی روشنی اور طلوع نور ہدایت کا پیش خیمہ بن گئی۔ یہ ایک قسم کی قیامت صغریٰ ہے۔ قیامت کے لئے دو رُخ ہیں۔ ایک رُخ اس کا مکمل موت ہے۔ کسی جاندار اور حیوان کو زندہ نہیں چھوڑتی اور دوسری طرف حشر نشر ہے پوری آب و تاب کے ساتھ زندگی کی طرف عود کرنا ہے۔ پس خدا کے نبیوں کے بھی قیامت کی طرح دو کردار ہوتے ہیں۔ انبیاء سے پہلے کا زمانہ مکمل تاریکی کا زمانہ ہوتاہے "ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ"۔ یہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ طلوع ہونے والے اس نورانی دن سے پہلے کی رات ہے جس کا نور خدا تعالیٰ کا نور تھا۔ اس سنت کو سامنے رکھتے ہوئے مسیح موعود کے ظہور سے قبل کا زمانہ بھی ویسی ہی ضلالت و گمراہی اور فساد کا زمانہ ہونا لازم تھا اور اس کا علم ہم احادیثِ نبویہ سے بخوبی حاصل کرسکتے ہیں۔ مسیح موعود سے قبل دجّال کا ظہور ہوگا اور دجّال کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایاہے کہ دجّال مذہب اور حق و صداقت، نیکی اور اچھائی کا ایسا شدید دشمن ہوگا کہ آپؐ سے پہلے تمام نبیوں نے اپنی قوموں کو دجّال کے فتنہ سے خبردار کیا اور سب سے بڑھ کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے دجّال کے متعلق تفصیل سے بیان فرمایا کہ دجّال کیاہے اور کب ظاہر ہوگا۔ اور اپنی قوم کو دجّال کے فتنہ سے بچنے اور محفوظ رہنے کے لئے خبردار کیا۔ دجّال کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ اس نے مسیح موعود سے پہلے ظاہر ہوناہے اور انجام کار مسیح موعودؑ نے آکر دجّال کی دجالیت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ پس روشن دن کے طلوع ہونے سے قبل جس تاریک و تار رات کا ذکر ہو رہاہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ انیسویں صدی کی طویل رات ہے جو ۱۸۰۰ء سے شروع ہوتی ہے۔ یہ وہ صدی تھی جس میں اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشیں اور مخالفانہ کاروائیاں اپنی انتہاء کو پہنچیں۔ اسلام پر ہر طرف سے ہونے والے حملوں اور عداوتوں نے اپنی حدیں پار کرلیں۔

اگر آپ تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو آپ حیران ہونگے کہ انیسویں صدی نے اسلام کے بدترین مخالف اور دشمن پیدا کئے اور اسلام کے خلاف نفرت اور عداوت اپنے عروج کو پہنچی۔ اسلام اور مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان اس صدی میں پہنچایا گیا۔ اسلامی حکومت اور نظام کا ہمیشہ کے لئے نام و نشان مٹادیا گیا جو یقیناً عارضی تھا لیکن جہاں تک دشمنوں کا تعلق تھا انہوں نے اس حد تک اسلام کو نقصان پہنچایا کہ ان کے زعم میں گویا اب اسلام کبھی بھی زندہ نہ ہوگا۔ اس زمانہ میں جو ہم ان لوگوں میں اسلام کے خلاف نفرت و عداوت دیکھتے ہیں یہ دراصل گزشتہ صدی کی باقیات اور اس کے پیدا کردہ بچے ہیں۔ یہ اس لئے بتارہاہوں کہ اگر گزشتہ صدیوں میں سے اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنہ و فساد اور انتہائی دشمنیوں اور مخالفتوں کی صدی کا انتخاب کیا جائے تو انیسویں (۱۹) صدی سب سے اول ہے۔ پس "عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ" یہ وہ لوگ ہیں جو دوزخ کے معمار ہیں اور انیسویں صدی ان کے خلاف گواہ بن کر کھڑی ہوگی۔

انیسویں صدی عیسیٰؑ کی صدی ہے۔ اس صدی میں ظاہر ہونے والے دجّال کا تعلق مسیح اوّل سے ہے۔ یہ وہ اہلِ صلیب ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے اصل دین کی صورت مسخ کرکے رکھ دی ہے۔ اس عیسیٰ کی جو اتحاد و وحدت کا پیکر تھا اور مسیح ثانیؑ کا تعلق بھی اسی انیسویں صدی سے ہے جو قیامت کا دوسرا رخ پیش کرے گا، جو مُردوں کو زندگی بخشے گا۔ پس ایک زاویہ نگاہ سے "عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ" کے یہ بھی معنی ہیں۔

ایک بہت ہی دلچسپ بات ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ اپنے ظہور اور آنے کی غرض ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ ایک فقرہ میں آپ نے بہت خوب حقیقت پیش فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں "میں اس لئے آیاہوں کہ تا اس صلیب کو توڑوں جس نے مسیحؑ کی ہڈیوں کو توڑ کر رکھ دیا ہے"۔ کیسا خوبصورت بیان ہے۔

ایک اور خیال کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ انیسویں (۱۹) صدی ہے جس میں سے ہم گزر رہے ہیں۔ حالانکہ اب تو بیسویں (۲۰) صدی کا اختتام ہو رہاہے۔ بیشک کہ اس سے قبل کی صدی ۱۸۰۰ کے عدد کے ساتھ ذکر کی جاتی تھی لیکن سب اہل دانش جانتے ہیں کہ ۱۸۰۰ کے بعد اٹھارھویں صدی ختم ہو گئی اور انیسویں صدی کا آغاز ہو گیا۔ اس لئے جب ہم ۱۹۹۵ء کہتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ ۱۹۰۰ سال مکمل ہو چکے ہیں اور اب بیسویں صدی کا ۹۵واں سال گزر رہاہے۔ اس لئے یہ بیسویں صدی ہے نہ کہ انیسویں۔ اور انیسویں صدی حضرت مسیح موعودؑ کے ظہور سے قبل سب سے زیادہ ظلمت و گمراہی اور تاریکی کی صدی تھی اور حضرت مسیح موعودؑ کا انیسویں (۱۹ویں) صدی کے آخر میں ظہور ہوا۔

مزید برآں ایک اور بات بھی یاد رکھیں کہ وہ انتہائی بدنصیبی اور نحوست جس میں انسان گر چکا تھا وہ تھا منظم صورت میں خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار اور کمیونزم اور سوشلزم کے ذریعہ اس فساد نے انیسویں صدی ہی میں جنم لیا اور بعد میں مزید نشوونما پائی۔

☆......☆......☆

**سوال:** اہل النار کے متعلق قرآن کریم فرماتاہے "لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ" اس کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: کوئی شخص جو کسی شدید اذیت اور تکلیف میں مبتلا ہو وہ صرف ایک دفعہ نہیں مرتا وہ اس تکلیف میں بار بار مرتا ہے، بار بار موت کی خواہش کرتے ہوئے مرتا ہے لیکن موت اسے انجام تک نہیں پہنچاتی۔ یہ ہے مطلب "لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ" کا کہ جہنم میں اذیت اور تکلیف ایسی دردناک ہوگی کہ اہل نار ہزار بار مرنے کی خواہش کریں گے لیکن ان پر موت نہیں آئے گی جو انہیں اس کرب سے چھٹکارا دلا کر سکون دے سکے۔

اردو کے ایک مشہور شاعر غالبؔ نے بھی اپنے ایک شعر میں اس مضمون کو بیان کیاہے کہ موت کی خاطر مرنے کا مطلب ہے کہ کوئی اس قدر تکلیف میں مبتلا ہو کہ اس درد سے نجات کے لئے بار بار موت کی خواہش کرتاہے لیکن اسے موت نہیں آتی۔ غالب کہتاہے ؎

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی

☆......☆......☆

**سوال:** کیا دوزخی ہمیشہ جہنم میں رہیں گے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اس بارہ میں قرآن کریم سے ہمیں جو علم حاصل ہوتاہے احادیث نبویہ کی اسے مکمل تائید حاصل ہے۔ دوزخی ہمیشہ کے لئے دوزخ میں نہیں رہیں گے۔ ایک وقت آئے گا کہ دوزخ خالی ہو جائے گی۔ آپ نے


THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

اپنے سوال میں لفظ خُلُود استعمال کیا ہے۔ قرآن کریم بھی اس لفظ کا استعمال کرتا ہے جو لمبے عرصہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، نہ کہ اس کے دائمی ہونے کی طرف۔ اس لئے قرآن کریم میں جب جنت کے لئے "خَالِدِینَ فِیْهَا" استعمال ہوتا ہے تو وہاں جنت کے دائمی ہونے کا مفہوم دیتا ہے کہ جنتی اس میں ہمیشہ رہتے چلے جائیں گے۔ لیکن جب دوزخ کے لئے "خَالِدِینَ فِیْهَا" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں تو وہاں اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دوزخی ہمیشہ اس میں رہیں گے اور اس کا کبھی آخر نہیں ہوگا۔

قرآن کریم کی ایک آیت میں دوزخیوں کے لئے خَالِدِینَ فِیْهَا کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور اس سے اگلی آیت میں جنتیوں کے لئے بھی خَالِدِینَ فِیْهَا کے الفاظ آئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن کے لئے جزاء کا کبھی بھی خاتمہ نہیں ہوگا۔ لیکن جہنم کے تعلق میں ایسا کوئی ذکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ لَهُمْ فِیْهَا زَفِیْرٌ وَّشَهِیْقٌ. خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ . اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ﴾ (سورۃ ھود:۱۰۷،۱۰۸)

اس سے اگلی آیت میں خدا تعالیٰ جنتیوں کے بارہ میں فرماتا ہے:

﴿وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ﴾ (سورۃ ھود:۱۰۹)

پہلا بیان بے شک کہ دو آیتوں میں ایک جیسا ہے لیکن جنتیوں کے تعلق میں دوسری آیت کے آخر میں "عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ" ایک زائد بیان ہے کہ جنتی ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اور اس جنت کا کبھی خاتمہ نہیں ہوگا۔ قرآن کریم کے اس بیان اور تفسیر کی تائید میں میں ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ جہنم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ وہ جہنمیوں سے خالی ہو جائے گی سوائے اس شخص کے جس نے سب سے زیادہ گناہ کئے ہونگے۔ گناہوں کی اس حد تک اس شخص کے علاوہ اور کوئی نہ پہنچا ہوگا اور خدا کی نظر میں وہ سب سے بڑا گناہگار ہوگا اور وہ اکیلا جہنم میں باقی رہ جائے گا اور جہنم اس طرح خالی ہو جائے گی جیسے کوئی ویران عمارت ہو اور جس کے دروازوں اور کھڑکیوں کو بند کرنے والا کوئی نہ ہو اور ہوا کے زور سے اس عمارت کے دروازوں اور کھڑکیوں کے کواڑ بجتے اور شور پیدا کرتے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب جہنم کی بھی ویسی ہی حالت ہو جائے گی۔ تب خدا تعالیٰ اس آخری گنہگار پر رحم فرمائے گا اور کہے گا ٹھیک ہے میں تمہیں معاف کرتا ہوں۔ اب تم جہنم سے نکل آؤ۔ وہ جہنم سے نکل آئے گا لیکن ابھی جنت میں داخل نہیں ہوا ہوگا۔ وہ کہے گا اے اللہ تو نے مجھ پر اتنا رحم کیا ہے مجھے معلوم ہے کہ میں کسی چیز کا حقدار نہیں ہوں لیکن اگر تو مجھے اجازت دے تو میں جنت کی کھڑکی میں سے صرف جھانک کر دیکھ لوں۔ صرف ایک جھلک کا سوال ہے۔ پس جنت کی کھڑکی کھولی جائے گی۔ وہ دیکھ کر کہے گا واہ واہ کیا حسین خوبصورت نظارہ ہے۔ جنت کی خوشبو کا ایک جھونکا آئے گا تو وہ کہے گا واہ کیسی دلفریب اور زندگی بخش مہک ہے۔ وہ خدا سے عرض کرے گا کہ اے خدا تو نے مجھ پر اتنا احسان فرمایا ہے اگر اجازت ہو تو میں اپنا ایک قدم جنت میں رکھ لوں۔ تو اللہ فرمائے گا ہاں ہاں شوق سے اور اس پر رحم کرتے ہوئے اسے جنت میں داخل فرما دے گا اور کہے گا کہ اب تم جنت میں ہی رہو گے کیونکہ جو ایک مرتبہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہ پھر کبھی بھی وہاں سے نکالا نہیں جاتا۔ یوں آخرکار خدا تعالیٰ کی رحمت تمام انسانوں کو اپنی گود میں سمیٹ لے گی۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ جو اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن ہے وہ اپنے بندوں کے لئے ایسی سزا تیار کرے جس کا کبھی خاتمہ نہ ہو؟

یہ بہت ہی خوبصورت وعدہ ہے جو آنحضرت ﷺ رحمۃ للعالمین کے ذریعہ بنی نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر کوئی کہتا ہے کہ جہنم دائمی ہوگی تو اسے بے شک کہنے دیں کیونکہ کوئی عقلمند انسان ایسے واضح بیان کے بعد جہنم کو دائمی قرار نہیں دے سکتا۔

اس کا ایک اور پہلو جو بہت اہم ہے اور جس کا سمجھنا بہت ضروری ہے یہ ہے کہ خوشی و غم اور دکھ اور تکلیف کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ وقت کی اپنی کوئی حیثیت نہیں۔ اس کی پہچان اس بات پر منحصر ہے کہ ہم اسے کس حال میں گزارتے ہیں۔ اگر آپ بغیر کسی مصرف کے بیٹھے کسی کا انتظار کر رہے ہوں تو وقت گزرتا ہی نہیں۔ وہ چند گھڑیاں ایسی طویل ہو جاتی ہیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتیں۔ لیکن اگر آپ کسی ایسے وجود کی صحبت میں بیٹھے ہوں کہ جس سے آپ محبت کرتے ہیں اور اس مجلس میں بیٹھ کر آپ کو خوشی اور سکون نصیب ہوتا ہو تو وقت ایسی تیزی سے پر لگا کر اڑ جاتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا۔ جیسے ہماری یہ مجلس ہے۔ ہم ہر دفعہ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ابھی تو بیٹھے تھے اور ایک گھنٹہ ختم بھی ہو گیا۔

یہ بات بہت اہم ہے اور نہایت غور کے قابل ہے۔ میرے خیال میں تو دوزخ کا عرصہ اس سے بھی تھوڑا ہوگا جو ہم خیال کرتے ہیں۔ لیکن اس تھوڑے سے وقت میں پہنچنے والی اذیت ایسی دردناک ہوگی کہ یہ تھوڑا سا وقت بھی عمروں پر بھاری محسوس ہوگا۔

یہاں اس دنیا میں انسان جب کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اس تکلیف میں بیتنے والی گھڑیاں یوں معلوم ہوتی ہیں جیسے ایک عمر اس تکلیف میں بیت گئی ہو۔ پھر جہنم کا کیا حال ہوگا کہ جہاں چند سیکنڈ رہنا بھی ایسا کربناک اور دشوار ہوگا کہ وہ چند گھڑیاں یوں محسوس ہونگی گویا عمر دراز سے جہنم میں پڑے ہیں۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی رحمت سے دوزخ کے زمانہ کو چھوٹا کر دے گا۔ بے شک کہ اس کے لئے خَالِدِیْن کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن دوزخی ایسی تکلیف دہ صورت حال سے گزریں گے کہ وہ خیال کریں گے گویا وہ ہمیشہ سے اس میں رہتے چلے آرہے ہیں۔

ایک اور حدیث اہل جہنم کے بارہ میں ہے۔ اُن لوگوں کے بارہ میں جو ظلم و جور اور جرم و گناہ کی حدیں پھلانگ جاتے ہیں اور دیکھنے والوں کی نظر میں ناممکن ہوتا ہے کہ انہیں کبھی معاف کیا جائے گا۔

اسی قسم کے ایک گنہگار سے متعلق آنحضرت ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ اس شخص نے ہر وہ گناہ جس کی شریعت میں ممانعت ہے کیا اور ننانوے قتل بھی کئے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی کہ معافی اور بخشش کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ وہ لوگوں سے پوچھتا پچھاتا ایک بڑے عابد و زاہد بزرگ کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے اپنے گناہوں کی روداد بیان کی اور پھر استفسار کیا کہ کیا ایسی حالت میں میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا ایسے بڑے گنہگار کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے اور اتنے بڑے بڑے گناہ کیسے معاف ہو سکتے ہیں۔ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے اگر ایسی بات ہے تو جہاں پہلے اتنے گناہ کئے، ۹۹ قتل کئے ہیں تو پھر ایک اور سہی اور اسے بھی قتل کر دیا۔ اس طرح پورے سو قتل ہو گئے۔ پھر اسے اور ندامت ہوئی اور اس نے لوگوں سے کسی اور بڑے عالم سے متعلق پوچھا اور آخرکار اس کی ملاقات واقعۃً ایک سچے پارسا بزرگ عالم سے ہوئی جو رحمت کے مضمون کو سمجھتا تھا۔ اس بزرگ نے اس شخص کی بات سنی اور کہا کیوں نہیں۔ تمہاری توبہ اب بھی قبول ہو سکتی ہے۔ توبہ کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے اور توبہ کرنے والے اور اس کی توبہ کے قبول ہونے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے لیکن تمہیں گناہوں کی بستی سے نیکوکاروں کی بستی کی طرف ہجرت کرنی ہوگی۔ تم وہاں جاؤ اور ان لوگوں کے ساتھ نیک کاموں میں شریک ہو جاؤ اور اس گناہوں کی بستی میں کبھی واپس نہ آنا۔ چنانچہ وہ اس سمت چل پڑا۔ اس حدیث کے مطابق ایسا واقعہ ہوا کہ ابھی اس نے نصف راستہ بھی طے نہیں کیا تھا کہ اس پر موت کا وقت آن پہنچا۔ اس بات نے اسے شدید غم میں مبتلا کر دیا۔ آہستہ آہستہ اس کے جسم کی طاقت کمزور پڑنے لگی تو اس نے کہنیوں پر رینگتے ہوئے منزل کی طرف سفر جاری رکھا لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور وہ دوران سفر ہی مر گیا۔

تب اس کے بارہ میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑا کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ کر لی تھی اور دل سے خدا کی طرف متوجہ ہوا اور گناہوں کو چھوڑ کر نیکوں کی بستی کی طرف جا رہا تھا اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے جبکہ عذاب کے فرشتے کہتے کہ اس نے زندگی میں کوئی بھی نیک کام نہیں کیا یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے۔

معاملہ خدا کے حضور پیش ہوا۔ اللہ نے فرمایا اس کا تو بالکل سادہ سا حل ہے۔ تم گناہوں کی بستی سے لے کر اس شخص کی جائے موت تک کے فاصلہ کو ماپو۔ اسی طرح دوسری طرف اس کی جائے موت سے نیکوں کی بستی کے فاصلہ کی پیمائش کرو۔ جو بھی فاصلہ کم نکلے اسے اس علاقہ میں شمار کرو۔

فرشتوں نے ان فاصلوں کو ماپنا شروع کیا تو خدا تعالیٰ اس کے اور گناہوں کی بستی کے فاصلہ کو لمبا کرتا چلا گیا اور جب دوسری طرف کے فاصلہ کو ماپنا شروع کیا تو خدا نے اس فاصلہ کو سکیڑ دیا اور یوں رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے۔

یہ ہے خدا تعالیٰ کی رحمت۔ اس طریق پر وہ اپنے بندوں کی بخشش کے لئے اسباب پیدا کرتا ہے۔ پس کیسے ممکن ہے کہ ایسا ارحم الراحمین خدا اپنے بندوں کے لئے دائمی جہنم تیار کر سکے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہاں بھی خدا تعالیٰ عذاب کے وقت کو ضرور مختصر کر دے گا۔

☆......☆......☆

**سوال:** اگر دوزخ کا عذاب عارضی ہے تو کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ تصور لوگوں کو گناہ پر جرأت دلانے کا سبب بن جائے اور وہ خیال کرنے لگیں کہ کوئی بات نہیں ایک عرصہ کے بعد تو سب نے جہنم سے نکل کر جنت میں چلے جانا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: آنحضرت ﷺ نے خود اس سوال کا جواب ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اگر مومن کو اللہ تعالیٰ کی سزا اور گرفت کا اندازہ ہو کہ کتنی سخت اور شدید ہے تو وہ کبھی بھی جنت کی امید نہ رکھے اور یہی سمجھے کہ اس گرفت اور سزا سے بچنا محال ہے۔ اور اگر کافر کو اللہ تعالیٰ کے خزائنِ رحمت کا اندازہ ہو جائے تو وہ اس کی جنت سے کبھی بھی ناامید نہ ہو اور یقین کرے کہ اتنی بڑی رحمت سے بھلا کون بدقسمت محروم رہ سکتا ہے۔

پس فیصلہ ان دونوں انتہاؤں کے وسط میں ہے۔ یہ مکمل طور پر خدا تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ قرآن کریم بڑی وضاحت کے ساتھ کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ بروز حشر کچھ ایسے بھی بدنصیب ہونگے کہ جو ایسے رحیم و کریم خدا کی وسیع رحمت کو پانے سے بھی محروم رہیں گے اور اس کے لائق نہ ہو سکیں گے۔

پس دوزخ کا عارضی ہونا ہرگز گناہوں پر جرأت دلانے کا باعث نہیں بن سکتا بلکہ یہ بات اس

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

IMMIGRATION, ASYLUM,
NATIONALITY MATTERS
& IMMIGRATION APPEALS
Contact: Akeel Miyan
THAMES LAW CHAMBERS
*Immigration & Employment*
Argyll House All Saints Passage
Wandsworth High Street
London SW18 1EP
Tel: 020 8874 7008 + 8877 9393
Fax: 020 8874 0665. Mobile: 0958 440790

# الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

بعض احباب اپنے بزرگوں کے حالات یادیگر مضامین "الفضل ڈائجسٹ" میں اشاعت کے لئے براہ راست ارسال کر دیتے ہیں۔ براہ کرم نوٹ فرمالیں کہ اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضامین براہ راست اخبارات و رسائل کو بھجوایا کریں اور وہاں اشاعت کی صورت میں اُس شمارہ کا ایک نسخہ ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

## ذکر حبیبؑ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ کی خودنوشت سوانح "میری یادیں" سے کچھ اَوراق روزنامہ "الفضل" ربوہ ۵/مارچ ۱۹۹۹ء میں منقول ہیں۔

حضرت مولوی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت میاں محمد بخش صاحب بٹالویؓ اور تایا پہلے اہلِ حدیث تھے اور جمعہ کی نماز مولوی محمد حسین بٹالوی کی امامت میں ادا کیا کرتے تھے اور اُن کے مداح تھے۔ والد صاحب باوجود اَن پڑھ ہونے کے بہت ذہین تھے چنانچہ قرآن کریم ناظرہ نہ پڑھنے کے باوجود انہوں نے کسی حافظ سے پہلے پارہ کا پہلا ربع اور مختلف اماموں کی قرآءت سن سن کر آخری پارے کا آخری ربع زبانی یاد کر لیا تھا۔

۱۸۹۷ء میں جب مارٹن کلارک نے حضور علیہ السلام کے خلاف قتل کا مقدمہ دائر کیا تھا تو حضور کے خلاف گواہی دینے کیلئے مولوی محمد حسین بٹالوی بھی عدالت پہنچا چنانچہ جمعہ کی نماز اُس کے نائب امام نے پڑھائی اور نماز کے بعد میرے والد صاحب سے کہنے لگا کہ آج شیر کے منہ میں بکرا آنے والا ہے...... اُس نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو شیر اور حضرت مسیح موعود کو (نعوذ باللہ) بکرے سے تعبیر کیا۔ اُس نے میرے والد صاحب کو عدالت میں آنے کی بھی تاکید کی۔ چنانچہ جب یہ عدالت میں پہنچے تو مولوی محمد حسین بٹالوی عدالت میں ڈپٹی کمشنر مسٹر ڈگلس سے کرسی کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ آپ کا نام کرسی نشینوں میں نہیں ہے۔ لیکن جب اِس نے کرسی کے لئے اصرار کیا تو ڈپٹی کمشنر نے ڈانٹ دیا۔ تب مولوی صاحب برآمدہ میں رکھی ہوئی چپڑاسی کی کرسی پر جا کر بیٹھ گئے۔ چپڑاسی نے اُنہیں دیکھا تو اُسے اپنی نوکری کی فکر ہو گئی اور اُس نے یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ جب صاحب نے کرسی نہیں دی تو میں کیسے دے سکتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے والد صاحب کے پاس آئے اور اِن کے کندھے سے چادر اتار کر بچھا کر اس پر بیٹھ گئے۔ میرے والد صاحب نے اُسی دن حضرت مسیح موعود کو بغور دیکھا تھا اور طبیعت پر ایسا اثر پڑا تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی سے نفرت ہو گئی اور دل میں ایسا جوش پیدا ہوا کہ اپنی چادر اُس کے نیچے سے کھینچ لی اور جھاڑ کر کہا کہ میری چادر پلید کر دی ہے۔ اسی مقدمہ کے دوران میرے والد صاحب نے حضرت اقدسؑ کی بیعت کر لی۔

میرے والد صاحب کی عادت تھی کہ جب بھی بازار میں اچھے خربوزے دیکھتے، خرید کر والدہ صاحبہ کے ہاتھ حضورؑ کی خدمت میں روانہ کر دیتے۔ ۱۹۰۱ء میں وہ مستقل قادیان آ بسے۔ ۱۹۰۲ء میں جب میری عمر قریباً دس سال تھی تو میں نے حضور کے دست مبارک پر پہلی بار بیعت کی اور پھر پچاس سے زیادہ مرتبہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بیعت کی توفیق پائی۔

اگرچہ مَیں نے بطور پیشہ دکانداری کا آغاز کیا لیکن تبلیغ کا بہت شوق تھا جو ساتھ ساتھ جاری رہی۔ جب حضور کا الہام "کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں" اخبار میں شائع ہوا تو بازار میں ہمارا بہت مذاق اڑایا گیا۔ لیکن ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کے دنوں میں جب اخباروں کی سُرخیاں یہ لگیں کہ "کشتیوں کی کشتیاں" تو اس الہام کے شان سے پورا ہونے کے بازار والے بھی گواہ بن گئے۔

مَیں نے اپنے والد صاحب کو ساٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ ختم کروایا تھا اور وہ ہمیشہ بالالتزام تلاوت کیا کرتے تھے۔

مَیں جب تیسری جماعت میں پڑھتا تھا تو ایک بار قادیان میں اتنی سردی پڑی کہ پانی منجمد ہو گیا۔ حضور کی ایک خادمہ کے کہنے پر کچھ لڑکے برف لے کر حضور کو دکھانے گئے جن میں مَیں بھی شامل تھا۔ مَیں نے اتنی سخت سردی میں صرف ایک قمیض پہن رکھی تھی اور شلوار اوپر اُڑس رکھی تھی۔ حضور برف دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا لڑکوں سے تو سردی بھی ڈرتی ہے۔ پھر مجھے انگیٹھی کے پاس بٹھا لیا اور چبانے کو ریوڑیاں دیں اور خود دوبارہ لکھنے میں مصروف ہو گئے۔

ایک بار حضور گورداسپور سے قادیان واپس آ رہے تھے تو ہم لڑکے نہر کی پٹڑی پر ہو لئے۔ کافی دُور جا کر حضور کی رتھ نظر آئی۔ جب ہم رتھ کے قریب پہنچے تو حضور نے بابا جیوا رتھ بان سے پوچھا کہ یہ لڑکے کون ہیں۔ اُس نے بتایا کہ سکول کے لڑکے قادیان سے آئے ہیں۔ تب حضور نے رتھ رکوائی، سب لڑکوں کے سروں پر ہاتھ پھیرا اور تھوڑے تھوڑے چنے سب کو دیئے اور پھر ہمارے ساتھ ہی پیدل چلنے لگے۔ کچھ آگے چلے تو قادیان سے حضورؑ کے استقبال کیلئے آنے والے اَور دوست بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ موضع بڑاں پہنچے تو وہاں کے دو معزز سکھوں نے ہاتھ جوڑ کر درخواست کی کہ حضور رَس پی کر جائیں۔ فرمایا کہ آدمی بہت زیادہ ہیں اس لئے تکلیف نہ کریں۔ لیکن اُن کے اصرار پر ٹھہر گئے اور رَس پی کر پھر آگے چلے۔

میں بچپن سے ہی نمازوں کا پابند تھا اور داڑھی بھی نہیں منڈوائی تھی اسلئے لوگ مجھے مولوی کہتے تھے۔ یہ لفظ مجھے ناپسند تھا۔ ۱۸ء میں فوج میں بھرتی ہو کر بصرہ چلا گیا تو وہاں بھی نمازوں اور تلاوتِ قرآن میں باقاعدگی کی وجہ سے لوگ مجھے مولوی کہنے لگے، جس کا مجھے قلق تھا۔ ایک رات خواب دیکھا کہ مسجد اقصیٰ قادیان میں نماز پڑھنے گیا ہوں۔ درمیانے دَر کے قریب پہنچا تو آواز آئی "مولوی صاحب"۔ مَیں نے خیال کیا کہ کسی نے کسی کو بلایا ہے کیونکہ مَیں تو مولوی نہیں ہوں۔ پھر یہی آواز آئی۔ پیچھے دیکھا تو حضرت مسیح موعودؑ اس عاجز کو پکار رہے ہیں۔ جلدی سے حاضر ہوا۔ حضور نے اپنی بائیں ران پر بٹھا کر پوچھا "مولوی صاحب! آجکل لوگ ہم پر کیا اعتراض کرتے ہیں؟" عرض کیا حضور کی نبوت پر بحث کرتے ہیں۔ فرمایا: آپ پھر کیا جواب دیتے ہیں؟۔ میرا جواب سن کر حضورؑ فرمانے لگے یہی جواب درست ہے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور میرے دل میں تحریک ہوئی کہ چونکہ حضور نے مولوی کا خطاب دیدیا ہے اسلئے کسی کے مولوی کہنے پر اب مَیں ناراض نہیں ہوں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے مولوی بنا دیا اور سینکڑوں مناظروں میں کامیابی بخشی۔

## منارۃ المسیح قادیان

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳/مارچ ۱۹۹۹ء میں منارۃ المسیح قادیان کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون مکرم محمد جاوید صاحب کے قلم سے شائع ہوا ہے۔

بعض پیشگوئیوں کو ظاہری شکل میں پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ نے ۱۳/مارچ ۱۹۰۳ء کو منارۃ المسیح کا سنگ بنیاد رکھا۔ اگرچہ حضور کی خواہش ایسا کرنے کی بہت پہلے سے تھی لیکن مالی تنگیوں کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ ۲۸/مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور کو تحریک ہوئی کہ مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک سفید منارہ تعمیر کیا جائے اور یہ خبر بھی دی گئی کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ سے اس منارہ کی تعمیر کا گہرا تعلق ہے۔ اس منارہ کے لئے دس ہزار روپے اخراجات کی ضرورت تھی۔ چنانچہ حضور نے جماعت کو رقوم پیش کرنے کی تحریک فرمائی اور اس منارہ کی تین اغراض بھی بیان فرمائیں یعنی اذان دینے کے لئے (اس طرح خدا کا پاک نام یہاں سے بلند ہو)، پھر اس پر لالٹین نصب کی جائے تاکہ روشنی دور سے نظر آئے اور اس پر گھنٹہ نصب کیا جائے تاکہ لوگ اپنے وقت کو پہچانیں اور وقت شناسی کی طرف توجہ پیدا ہو۔

جماعت کی حالت اس وقت بہت غربت کی تھی۔ اسلئے حضورؑ نے ایک سو ایک خدام کی فہرست شائع کرتے ہوئے انہیں کم از کم ایک ایک سو روپیہ دینے کی تحریک فرمائی اور فیصلہ کیا کہ اس پر لبیک کہنے والوں کے نام منار پر بطور یادگار کندہ کرائے جائیں گے۔ منارہ کے لئے نقشہ نویسی اور اینٹوں کی تیاری کا کام ۱۹۰۱ء کے آخر تک پایۂ تکمیل کو پہنچے۔ نقشہ اور تخمینہ سید عبدالرشید صاحب نے بنایا اور اینٹوں کیلئے زمین میاں امام دین صاحب قادیانی نے دی۔ ۱۹۰۱ء کے آخر میں طاعون کی وباء پھیل جانے سے کام التواء کا شکار ہو گیا اور آخر ۱۳/مارچ ۱۹۰۳ء بروز جمعہ اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور حضور علیہ السلام نے اینٹ کو ران پر رکھ کر لمبی دعا کی اور اینٹ پر دم کیا اور وہ اینٹ حضرت فضل الدین صاحبؓ احمدی معمار نے بنیاد کے مغربی حصہ میں پیوست کر دی۔ منارہ کی بنیاد بہت گہری، وسیع و عریض اور کنکریٹ کے ذریعہ مضبوط کر کے اٹھائی گئی۔

مالی مشکلات پھر حائل ہوئیں اور اپریل ۱۹۰۵ء میں حضور نے مخلصینِ جماعت کو چندہ خاص کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اور اگر پانچ ہزار دوست ایک ایک روپیہ دیں تو یہ رقم جمع ہو سکتی ہے...... لیکن مالی تنگی کے باعث تعمیر کا کام آگے نہ بڑھ سکا اور حضور کی زندگی میں منارہ کی عمارت مسجد کے صحن کی سطح سے چھ فٹ سے زیادہ بلند نہ ہو سکی۔

خلافتِ اولیٰ کے دور میں بھی اس پر کوئی اضافہ نہ ہو سکا لیکن حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خلافت کے پہلے ہی سال ۲۷/نومبر ۱۹۱۴ء کو منارہ کی ناتمام عمارت پر اپنے دست مبارک سے اینٹ رکھ کر اس کی تعمیر کا کام دوبارہ شروع کرا دیا اور تعمیر کی نگرانی کے فرائض قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی نے سرانجام دیئے۔ اجمیر شریف سے بہترین سنگ مرمر مہیا کیا گیا اور دسمبر ۱۹۱۵ء میں یہ منارہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔ خوبصورتی و دلکشی کا یہ اعلیٰ نمونہ ایک سو پانچ فٹ اونچا ہے۔ اس کی تین منزلیں، ایک گنبد اور بانوے سیڑھیاں ہیں۔ اس کی تعمیر پر (اوّلین بنیادی اخراجات کو چھوڑ کر) ۵۹۶۳/روپے خرچ ہوئے۔ اس پر ۲۹۸ مخلصین کے نام کندہ ہیں جنہوں نے ایک ایک سو روپے چندہ دیا۔ بعد ازاں اس پر گھڑیال اور بجلی کے قمقمے نصب کئے گئے۔ ۱۶/فروری ۱۹۲۳ء کو منارہ پر گیس کے ہنڈے نصب کئے گئے جو نائیجیریا کے مخلص احمدیوں کی رقم سے خریدے گئے تھے۔

ہمیں موصول ہونے والے دیگر رسائل میں ماہنامہ "ستھیادوتن" کیرالہ مارچ ۹۹ء، ماہنامہ "انصاراللہ" ربوہ مارچ ۹۹ء، ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" مارچ ۹۹ء، ماہنامہ "ستھیادوتن" کیرالہ اپریل ۹۹ء، سہ ماہی "دی مسلم سن رائز" بہار ۹۹ء۔ ماہنامہ "مصباح" ربوہ مارچ ۹۹ء اور ماہنامہ "انصاراللہ" اپریل ۹۹ء شامل ہیں۔

# Muslim Television Ahmadiyya
## Programme Schedule for Transmission

19/11/99 - 26/11/99

*Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344*

### Friday 19th November 1999
10 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Corner: Workshop No.12 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 366 Rec: 11.02.97 (R)
02.15 Mulaqat: With Hazoor And Atfal Rec: 17.11.99
03.35 Urdu Class: Lesson No.95 (R) Rec: 30.09.95
04.35 Learning Arabic: Lesson No. 21 (R)
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.81 (R) Rec: 08.05.95
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45 Children's Corner: Workshop No.12 (R)
07.15 Quiz: 'History Of Ahmadiyyat No: 14 (R). Host: Faheem Ahmad Khadim Sahib
07.45 Siraiky Programme: Friday Sermon Rec: 04.09.98
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No.366 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No.95 (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Hadith, Nazm
11.25 Bengali Service: The institution of Khilafat
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.55 Darood Shareef
13.00 Friday Sermon
14.00 Documentary: "Oosho Mutalaan"
14.25 Q/A Session with Huzoor and English Speakers, Rec: 30.10.99
15.25 Friday Sermon: With Hazoor (R)
16.25 Children's Corner: Class No.8 Part I Presentation of MTA Canada
16.55 German Service: Quran and Bible
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No.96 Rec: 01.10.95
19.35 Liqa Ma'al Arab(New): With Huzoor Rec: 18.11.99
20.35 Belgian Programme: Children's Class No.9
21.10 Medical Matters: "Different Subjects" Host: Dr Mujeeb ul Haq Khan Sahib Guest: Dr Shabir Ahmad Bhatti Sahib
21.45 Friday Sermon: (R)
22.55 Q/A Session with Huzoor (R)

### Saturday 20th November 1999
11 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.35 Children's Corner: Class No.8, Part 1 (R) Presentation of MTA Canada
01.05 Liqa Ma'al Arab(NEW): (R)
02.15 Weekly Preview
02.15 Friday Sermon: (R) By Hadhrat Khalifatul Masih IV
03.25 Urdu Class: Session No.96 (R)
04.20 Computer For Everyone: Part 24
04.55 Q/A Session with Huzoor: Rec: 30.10.99 (R)
06.05 Tilawat, Darsul Hadith, Preview, News
07.05 Children's Corner: No.8, Part 1 (R) Presentation of MTA Canada
07.30 MTA Mauritus: Variety Programmes
08.15 Medical Matters: "Different Subjects" (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab(NEW): (R)
10.00 Urdu Class: Lesson No.96 (R)
11.00 Indonesian Service: Pra Madrasah, ......
12.05 Tilawat, News, Preview
12.35 Learning Danish: Lesson No.6
13.00 Majlis-e-Irfan(NEW): With Hazoor Rec: 19.11.99
13.55 Bengali Service: a visit to a historical mosque, exlaination of some ahadith
15.55 Quiz: Khutbat-e-Imam From the 5th and 12th June 1998
16.50 Hakayat-e-Sherien: Story No.5
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Preview, Darsul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No: 97 Rec: 06.10.95
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.367 Rec: 12.02.98
20.45 Philosophy of the Teachings of Islam Host: Munir Adilbi Sahib
21.30 Children's Class: With Huzoor (R)
22.30 Majlis-e-Irfan(NEW): With Hazoor
23.40 Documentary

### Sunday 21st November 1999
12 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, News, Weekly Preview
00.40 Quiz: Khutbat e Imam (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.367 (R)
02.05 Canadian Horizons: Children's Class No.24
03.05 Urdu Class: Lesson No. 97 (R)
04.20 Learning Danish: Lesson No.6 (R)
04.50 Children's Class: With Huzoor (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News,
07.15 Quiz: Khutbat-e-Imam (R)
07.35 Majlis e Irfan: with Huzoor (R)
08.30 Documentary: A visit to Nataler
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.367 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No.97 (R)
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Homeopathics.
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Chinese: Lesson No. 148
13.10 Friday Sermon: By Hadhrat Khalifatul Masih IV (R)
14.10 Bengali Service: Address by National Ameer Sahib
15.10 Weekly Preview
15.20 Mulaqat with Huzoor and Nasrat/Lajna Rec: 20.11.99
16.25 Children's Corner: Lesson No.38 Final Part Rec: 30.09.95
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, Preview
18.30 Urdu Class: Session No.98 Rec: 07.10.95
19.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 368 Rec:17.12.98
21.00 Dars ul Qur'an: No.12 Rec: 15.02.95
20.30 Mulaqat With Huzoor(New): Rec: 20.11.99

### Monday 22nd November 1999
13 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: No.38, Final Part (R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 Rec: 17.12.98
02.05 Interview: With Saqib Zervi Sahib, Pt 1
03.00 Urdu Class: Session No.98 (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No. 148 (R)
04.55 Mulaqat: with Huzoor and German guests
06.05 Tilawat, News, Dars Malfozaat
06.45 Dars ul Quran: No. 12, Rec: 15.02.95 (R)
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 (R)
09.40 Urdu Class: Lesson No.98 (R)
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon Rec:09.04.99
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Norwegian: Lesson No.43
13.05 MTA Sports: Kabadi With Waqfeene e Nau from Pakistan
13.35 Documentary: An Ehibition from Rabwah
14.00 Bengali Service
15.00 Mulaqat: Q/A with Hazoor with Young Lajna(New), Rec: 21.11.99
16.05 Children's Class: With Huzoor Class No. 39, Part 1 Rec: 07.10.95
16.55 German Service:
18.05 Tilawat, Darsul Malfoozat
18.25 Urdu Class: Lesson No.99 Rec: 08.10.95
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.369 Rec: 18.02.98
20.45 Turkish Item: with Dr M.J. Shams
21.30 Rohani Khazaine: hosted by Syyed Mubasshir Ahmad Ayaz Sahib
22.00 Q/A with Hazoor & Young Lajna Rec: 14.11.99
23.30 Learning Norwegian: Class No.43 (R)

### Tuesday 23rd November 1999
14 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Class No. 39 Part 1(R)
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.369 (R)
02.25 MTA Sports: Kabadi Match (R)
03.00 Urdu Class: Lesson No.99 (R)
04.00 Learning Norwegian: Lesson No.43 (R)
04.30 Documentary: From Rabwah Pakistan
04.55 Mulaqat: With Hazoor and Nasirat (R)
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner:Class No. 39 Part 1 (R)
07.00 Pushto Programme: Seerat un Nabi (SAW)
07.40 Rohani Khazaine (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 369 (R)
10.00 Urdu Class: Lesson No.99 (R)
11.00 Indonesian Service: Dars ul Quran, Dawatul Amir, more.......
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Swedish: Lesson No.28
13.00 Rencontre Avec Les Francophones (New): With French speaking guests, Rec: 22.11.99
14.00 Bengali Service
15.05 Tarjumatul Quran Class: with Huzoor Lesson No.49 / Rec: 05.04.95
16.10 Children's Corner: Workshop No.13
16.55 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class: Lesson No.100 Rec:13.10.95
19.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.370 Rec:19.02.98
20.30 Norwegian Programme: Issue No. 14
21.00 Rencontre Avec Les Francophones (New): With French speaking guests, Rec: 22.11.99
22.00 Hamari Kaenat: No.24 Host: Syed Tahir Ahmad Sahib
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No. 48 (R)
23.30 Learning Swedish: Lesson No.28 (R)

### Wednesday 24th November 1999
15 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, News
00.41 Children's Corner: Workshop No.13 (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.370 (R)
02.15 Rencontre Avec Les Francophones (R)
03.15 Urdu Class: Lesson No.100 (R)
04.15 Learning Swedish: Lesson No.28 (R)
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.48 (R)
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Workshop No.13 (R)
07.05 Swahili Programme: Muzakra Part 2
08.20 Hamari Kaenat: Stations on the moon (R)
08.45 Liqa Ma'al Arab: Session No 370 (R)
09.55 Urdu Class: Lesson No.100 (R)
11.00 Indonesian Service: Nabi Isa (AS), more,....
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Spanish: Lesson No.15
13.00 Tabarukaat: Speech by Abdul Maalik Khan Sahib, Jalsa Salana 1976
13.50 Bengali Service(NEW): Q/A with Huzoor Rec:23.11.99
15.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.50 Rec: 06.04.95
16.10 Children's Corner: Guldasta
17.00 German Service
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.25 Urdu Class: Lesson No.101 Rec: 14.10.95
19.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.371 Rec: 24.02.95
20.35 MTA France: Quiz
20.45 Q/A with Huzoor and Bengali Guests (R)
22.05 Duree Sameen: Programme No.7
22.30 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.50 (R)
23.30 Learning Spanish: Lesson No.15 (R)

### Thursday 25th November 1999
16 Sha'ban 1420

00.05 Tilawat, News
00.35 Children's Corner: Guldasta (R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.371 (R)
02.10 Q/A With Huzoor and Bengali Guests (R)
03.15 Urdu Class: Lesson No.101 (R) Rec:14.10.95
04.10 Learning Spanish: Lesson No.15 (R)
04.55 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.50 (R)
06.05 Tilawat, News
06.35 Children's Corner: Guldasta (R)
07.05 Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 15.01.99
08.10 Duree Sameen: Prog No.7 (R)
08.50 Liqa Ma'al Arab: Session No. 371 (R)
10.00 Urdu Class: Lesson No.101 (R)
11.55 Indonesian Service: hadith, Mimbar Islam..
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No.22
13.00 Q/A With Huzoor and Atfal (NEW) Rec: 24.11.99
14.00 Bengali Service: Friday Sermon by Huzoor Rec:02.04.99
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.82 Rec: 09.05.95



Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
*English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,*
Prepared by the MTA Scheduling Department.

# Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, November 19, 1999 Issue No. 47


## گنی بساؤ میں سات روزہ تربیتی کلاس برائے نومبایعین

گنی بساؤ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے گاہے بگاہے نومبایعین کی تربیت کے سلسلہ میں مختلف پروگرام ترتیب دئے جاتے ہیں جن میں سے ایک اہم ذریعہ تربیتی کلاسوں کا انعقاد ہے۔

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ سالانہ لندن کے بعد جماعت احمدیہ گنی بساؤ کو اس سال کی پہلی سات روزہ تربیتی کلاس مورخہ ۲۴ر ستمبر تا ۳۰ر ستمبر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

ہماری یہ تربیتی کلاس گابو (Gabu) ریجن میں سوناکو (Sonaco) مقام پر (جو کہ اس ریجن کا سینٹر بھی ہے) منعقد کی گئی۔ اس ریجن میں مسلمانوں کی اکثریت ہے اور جماعت کی مخالفت بھی اس ریجن میں زیادہ ہے۔ اس ریجن میں ہماری یہ پہلی کلاس تھی۔

خدا کے فضل سے اس کلاس کی تیاری ایک ماہ قبل شروع کردی گئی تھی اور گنی بساؤ کے تمام ریجنز سے نومبایعین کے نمائندگان کا انتخاب کیا گیا تھا۔ اس کلاس کی کل حاضری ۱۵۵ تھی جس میں ۵۸ معلمین، ۱۴ آئمہ کرام، ۵۔ الکالی (نمبردار) صاحبان اور ایک چیف اور دو احمدی ممبران پارلیمنٹ نے شرکت کی۔ اس طرح کل ۴۵ جماعتوں کے نمائندگان نے شرکت کی۔

ایک دوست جو کہ بڑے پڑھے لکھے تھے روزانہ ۵۰ کلو میٹر کا سفر موٹر سائیکل پر کر کے کلاس میں شرکت کے لئے ساتھ والے ریجن سے آتے رہے۔

اس کلاس کے لئے تدریس و رہائش کا بہت اچھا انتظام ہمارے لوکل صدر جماعت مکرم علی امبالو (Aliombalo) صاحب نے (جو کہ سیکٹر کے پرائمری سکولوں کے ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں) دو سکولوں میں کیا تھا۔

کلاس کا آغاز صبح باجماعت نماز تہجد سے ہوتا رہا۔ بعدازاں یسرنا القرآن اور قرآن کریم صحت کے ساتھ پڑھنا، ابتدائی فقہی مسائل، حدیث، تاریخ اسلام، تفسیر القرآن وابتدائی دینی مسائل سکھائے جاتے رہے۔

ایک پروگرام جو کہ نماز مغرب تا عشاء روزانہ ہوتا تھا اور سب سے زیادہ لوگوں کی دلچسپی کا باعث رہا وہ سوال وجواب کی محفل تھی۔ بڑے ذوق و شوق سے کثیر تعداد میں لوگ اس پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔

کلاس میں شامل ہونے والے احباب جماعت

ایک بزرگ جو کہ غیر مسلموں سے مسلم ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ ان کو مسلمان ہوئے ۲۵ سال ہوگئے ہیں لیکن آج تک حقیقی اسلام کا علم نہیں ہوا تھا جو کہ ایک ہفتہ میں ہوا ہے اور انہوں نے کہا کہ آئندہ جماعت جہاں بھی ایسا پروگرام کرے گی جس طرح بھی بن پڑے وہ ضرور اس میں شامل ہونے کی پوری کوشش کریں گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ کی دس ممبرات نے دو گروپوں کی صورت میں شرکاء کلاس کے لئے کھانا پکانے کی ڈیوٹی نہایت احسن رنگ میں ادا کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آخر پر تمام قارئین کی خدمت میں گنی بساؤ میں احمدیت کی ترقی اور ملک میں مکمل امن وامان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(رپورٹ: حمید اللہ ظفر، گنی بساؤ)

## سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ
## کا کامیاب انعقاد

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا انتیسواں سالانہ اجتماع ۱۶ اور ۱۷ر اکتوبر ۱۹۹۹ء (بروز ہفتہ واتوار) اسلام آباد میں منعقد ہوا۔

امسال کُل ۶۸ مجالس میں سے ۶۰ مجالس سے نمائندگان تشریف لائیں۔ پہلے روز حاضری ۶۸۱ر تھی جو دوسرے روز ۱۰۱۱ر ہو گئی۔

اجتماع کے لئے ایک بڑی مارکی کے علاوہ چھوٹی مارکیاں بھی زیر استعمال رہیں۔ ایک چھوٹی مارکی بچوں کے Creche کے طور پر استعمال ہوئی جبکہ ایک مارکی میں سٹالز اور ایک میں شعبہ صنعت و تجارت کے تحت مختلف مصنوعات کی نمائش کا اہتمام کیا گیا۔

امسال کھانا پکوانے کا انتظام پہلی بار مختلف ریجنز کی ضیافت ٹیموں کے سپرد کیا گیا۔

پہلے روز ناصرات الاحمدیہ کا اجتماع منعقد ہوا جس کا باقاعدہ افتتاح مکرم و محترم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن نے کیا۔ آپ نے بچیوں اور اُن کی ماؤں کو متفرق ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد ناصرات کے علمی مقابلہ جات (تلاوت، نظم، اردو تقریر، انگریزی تقریر) منعقد ہوئے۔ نیشنل سیکرٹری ناصرات نے اجتماع سے خطاب کیا۔ اور پھر محترمہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یو کے نے خطاب کیا جس کے فوراً بعد تقسیم انعامات کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

لجنہ کے اجتماع کا افتتاحی خطاب مکرم محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کا تھا۔ آپ نے خواتین کو تبلیغ کے سلسلہ میں اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے علاوہ مسجد بیت الفتوح کے لئے چندہ کی ادائیگی کی تحریک کی اور تربیتِ اولاد کی نصیحت کی۔ اس کے بعد خواتین کے مختلف علمی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا جس میں تلاوت، نظم، اردو تقریر، انگریزی تقریر، فی البدیہہ تقریر، مضمون نویسی اور حفظ قرآن شامل تھے۔ اسی طرح ورزشی مقابلہ جات میں باسکٹ بال، والی بال، چھلا نگیں، گولہ پھینکنا، روک دوڑ، چاٹی دوڑ اور دیگر مختلف قسم کی دوڑیں شامل تھیں۔ اس کے علاوہ نیشنل سیکرٹری ناصرات و نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے کام کو تیز تر کرنے کیلئے اپنے اپنے شعبہ کی لوکل سیکرٹری کے ساتھ اتوار کے روز اجلاسات بھی کئے۔

اس کے بعد مکرمہ قانتہ شاہدہ راشد صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یو کے نے اپنے خطاب میں گزشتہ سال کے دوران لجنہ کی مساعی پر تبصرہ کیا اور ممبرات کو متفرق نصائح کیں۔ بعد ازاں تقسیم انعامات اور دعا کے ساتھ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع بخیر و خوبی اختتام کو پہنچا۔

(رپورٹ شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ)

## واقفین نو کو حتی الوسع اچھی تلاوت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن بھی سکھائیں

سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قاری دو قسم کے ہوا کرتے ہیں۔ ایک تو وہ جو اچھی تلاوت کرتے ہیں اور ان کی آواز میں ایک کشش پائی جاتی ہے اور تجوید کے لحاظ سے وہ درست ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن محض پرکشش آواز سے تلاوت میں جان نہیں پڑا کرتی۔ ایسے قاری اگر قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتے ہوں تو وہ تلاوت کا بُت تو بنا دیتے ہیں تلاوت کا زندہ پیکر نہیں بنا سکتے۔ لیکن وہ قاری جو سمجھ کر تلاوت کرتے ہیں اور تلاوت کے اس مضمون کے نتیجہ میں ان کے دل پگھل رہے ہوتے ہیں ان کے دل میں خدا کی محبت کے جذبات اٹھ رہے ہوتے ہیں۔ ان کی تلاوت میں ایک ایسی بات پیدا ہو جاتی ہے جو اصل روح ہے تلاوت کی۔ تو ایسے گھروں میں جہاں واقفین نو ہیں وہاں تلاوت کے اس پہلو پر بہت زور دینا چاہئے۔ خواہ تھوڑا پڑھایا جائے لیکن ترجمہ کے ساتھ، مطالب کے بیان کے ساتھ پڑھایا جائے اور بچے کو یہ عادت ڈالی جائے کہ جو کچھ بھی وہ تلاوت کرتا ہے وہ سمجھ کر کرتا ہے۔ ایک تو روزمرہ کی صبح کی تلاوت ہے، اس میں تو ہو سکتا ہے کہ بغیر سمجھ کے بھی ایک لمبے عرصہ تک آپ کو اسے قرآن کریم پڑھانا ہی ہوگا لیکن ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ سکھانے اور مطالب کی طرف متوجہ کرنے کا پروگرام بھی جاری رہنا چاہئے"۔

(خطبہ جمعہ مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۸۹ء۔ مرسلہ وکالت وقف نو، ربوہ)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔